ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ
۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

اصلاحِ معاشرہ

چہل حدیث

(۱) کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ (بخاری و ترمذی)

(ترجمہ) دنیا میں تم اس طرح رہو جیسے تم مسافر ہو یا ایک راہ گیر ہو۔

(۲) اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ (مسلم)

(ترجمہ) فروخت کرتے وقت زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ قسمیں کھانے سے مال تو زیادہ بک جائے گا لیکن برکت نہ رہے گی۔

(۳) مَنِ احْتَکَرَ فَھُوَ خَاطِئٌ (ابوداؤد و ترمذی)

(ترجمہ) گراں بیچنے کی نیت سے جس نے غلّہ جمع کیا وہ سخت گناہ گار ہے۔

(۴) عُدِلَتْ شَھَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللّٰہِ (ثلاث مرات)

(ترجمہ) جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ تین بار یہ ارشاد فرمایا۔

(۵) اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے ان میں سے ادنیٰ گناہ اتنا بڑا ہے جیسے اپنی ماں سے کوئی نکاح کرے۔

(۶) مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنُ لَہُ الْجَنَّۃَ (متفق علیہ)

(ترجمہ) جو شخص دو جبڑوں کے درمیان والی (زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان والی (شرمگاہ) کو میری ضمانت میں دے دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(۷) اَلْمَرْءَۃُ عَوْرَۃٌ اِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ (ترمذی)

(ترجمہ) عورت سراپا پردے اور چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے خوب غور سے تاکتا ہے۔

(۸) اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْمُصَوِّرُوْنَ (متفق علیہ)

(ترجمہ) قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا۔

(۹) لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ اَوْ صُوْرَۃٌ (متفق علیہ)

(ترجمہ) جس گھر میں کتے یا تصویریں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(۱۰) کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (بخاری)

(ترجمہ) ہر ایک نشہ والی چیز حرام ہے۔

(۱۱) اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ (متفق علیہ)

(ترجمہ) شراب تمام گناہوں کو بہت زیادہ جمع کرنے والی ہے۔

(۱۲) خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوا اللِّحٰی (متفق علیہ)

(ترجمہ) مشرکوں کی مخالفت کرو۔ مونچھیں کترا ؤ باریک اور ڈاڑھیاں (بڑھاؤ) وافر رکھو۔

(۱۳) نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْءَۃُ رَاْسَھَا (نسائی)

(ترجمہ) حضور نبی کریمؐ نے عورتوں کو سر کے بال کٹوانے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۴) لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَکَفَرَ (متفق علیہ)

(ترجمہ) اپنے باپ دادا سے نہ پھرا کرو کیونکہ جو ایسا کرے گا گویا وہ کافر ہو گیا۔

(۱۵) اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی)

(ترجمہ) شرم و حیا ایمان کی وجہ سے ہے۔ اور ایمان کا ثمرہ جنت میں جانا ہے۔

(۱۶) لَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِہٖ (متفق علیہ)

(ترجمہ) مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کے برابر ہے

(۱۷) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ۔ (مسلم) وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ (ترمذی)

(ترجمہ) حضور نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کی ہے اور اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر، اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

(۱۸) لَعَنَ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں

(۱۹) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی مَنْ یَّجُرُّ اِزَارَہٗ (مسلم)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس مرد کو نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا جس کا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچا ہو۔

(۲۰) مَنْ لَبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَلْبَسْہُ فِی الْاٰخِرَۃِ (متفق علیہ)

(ترجمہ) جو مرد دنیا میں خالص ریشم پہنے گا آخرت میں وہ جنت کے ریشمی لباسوں سے محروم رہے گا۔

(۲۱) مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِشِیْرِ فَھُوَ کَمَنْ غَمَسَ یَدَہٗ فِیْ لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ وَدَمِہٖ (مسلم)

(ترجمہ) جو شخص شطرنج چوپڑ وغیرہ کھیلتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلود کیا۔

(۲۲) نَھٰی عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَالْکُوْبَۃِ وَالْغُبَیْرَاءِ (ابوداؤد)

(ترجمہ) آنحضرتؐ نے شراب پینے، جوا کھیلنے اور طبلہ بجانے سے منع فرمایا ہے۔

(۲۳) اَلَا لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ (صحیحین)

(ترجمہ) ہر گز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے (سوائے ذی محرم کے)

(۲۴) لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) اللہ کی لعنت ہو اس پر جو نامحرم کو قصداً دیکھے اور اس پر بھی جس کو دیکھے۔

(۲۵) لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھَا الشَّیْطٰنُ (ترمذی)

(ترجمہ) جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا بیٹھے گا تو تیسرا شیطان ہوگا (جو بدمعاشی پر آمادہ کرے گا)

(۲۶) اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ (متفق علیہ)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور دشمن وہ شخص ہے جو کثرت سے بحث و مباحثہ اور جھگڑا کرے۔

(۲۷) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ (مسلم)

(ترجمہ) جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی غرور و تکبّر ہوگا وہ جنت سے محروم رہے گا۔

(۲۸) مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا (متفق علیہ)

(ترجمہ) جو ہم سے دھوکہ کرے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(۲۹) مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُبَیِّنْہُ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰہِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ تَلْعَنُہٗ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) جس نے بغیر بتلائے کوئی عیب دار چیز فروخت کر دی تو اس پر ہمیشہ اللہ کا غضب رہے گا اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔

(۳۰) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خِبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ

(ترجمہ) دغاباز، بخیل اور احسان جتلانے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۲۵۴۵

خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماھی
چھ روپے

جلد ۱۰ | ۲۷ر ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۱۹۶۵ء | شمارہ ۵۰

قابل توجہ

حکومت پاکستان

عیسائی اور قادیانی حضرات نے دیہات کو اپنی تبلیغ کی آماجگاہ بنا لیا ہے۔ وہ دیہات جاتے ہیں اور سیدھے سادے دیہاتیوں کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں پھنسا کر دینِ حق سے گمراہ کرنے کی اسلام سوز حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس طرح نہ وہ صرف مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کا باعث بن رہے ہیں بلکہ حکومت پاکستان کی مشکلات میں بھی اضافہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو دینِ حق سے منحرف کرنا یقیناً "نظریۂ پاکستان کی مخالفت، ملک کی اکثریت کے جذبات سے کھیلنے اور حکومت کے خلاف جذباتِ نفرت کو ہوا دینے کے مترادف ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق جو حضرات قادیانی مذہب سے وابستہ ہو جاتے ہیں اُن کی وفاداریاں ملک و قوم سے تقسیم ہو جاتی ہیں وہ صدر مملکت کے بجائے امیر جماعت احمدیہ کے وفادار اور اپنے ہی مذہب اور مشن کے مبلغ بن جاتے ہیں اس طرح وہ پاکستان کے بہی خواہ نہیں رہتے۔ اُن کی وفاداریاں پاکستان سے زیادہ اپنی جماعت اور اپنے مرکز قادیان اور ربوہ سے وابستہ رہتی ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت پاکستان نے انہیں تبلیغ کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور جب علماءِ اسلام اُن کے تعاقب میں دیہات کا رُخ کرتے ہیں، حق و باطل کی نشاندہی کرتے ہیں اور باطل کے تار و پود بکھیرنے کے لئے میدان میں اترتے ہیں تو ان پر پابندیاں عائد کر دی جاتی ہیں یا دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جاتی ہے۔ گویا مخالفین اسلام کو تو کھل کھیلنے کی اجازت ہے مگر مبلغین اسلام پر قدغن ہے۔ ابھی چند روز ہوئے موضع ڈاور جو احمد نگر کے اڈے سے مغرب کی طرف تین میل کے فاصلہ پر اور ربوہ سے ۶/۵ میل دور ہے مرزائی مبلغین نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اس تمام علاقہ میں ربوہ کے قرب کی وجہ سے قادیانی عقیدہ کے لوگوں کا زور ہے۔ حکام بھی ان کی ہمنوائی کرتے ہیں اور پولیس بھی ان کے اشارۂ ابرو پر چلتی ہے اس لئے مسلمانوں کے خلاف وہ اپنا اثر و رسوخ مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں اور ان کو اپنے دامِ فریب میں پھانسنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ موضع ڈاور میں بھی انہوں نے مختلف تبلیغی حربے استعمال کئے اور جب اس گاؤں کے غیور مسلمانوں کے سامنے کسی طرح بن نہ آئی تو مناظرہ کا چیلنج دے دیا اور مشہور مرزائی مبلغ اور تبلیغی کالج کے پرنسپل قاضی نذیر احمد صاحب کو میدانِ مناظرہ میں لے آئے۔ اتفاق سے شیر اسلام امام المناظرین حضرت مولانا لال حسین اختر بھی ان دنوں چنیوٹ میں مقیم ہیں اور مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام علماء کو فرقِ باطل کے خلاف مناظرہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ مسلمانان ڈاور کے سرکردہ حضرات مولانا منظور احمد صاحب پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ کی معیت میں حضرت مولانا لال حسین اختر کی خدمت میں پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر ڈاور آ پہنچے۔ جامع شریعت و طریقت عالم باعمل حضرت مولانا احمد شاہ بخاری مدظلہ العالی بھی موقع پر پہنچ گئے۔ مرزائی مبلغ صاحب نے علماء اسلام کے اس قافلہ کو اور بالخصوص شیر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کو دیکھا تو اُن کے طوطے اڑ گئے۔ ابتداءً ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو سردست کوئی مناظر مل نہ سکے گا اور اگر کوئی مناظر مل گیا تو وہ عام مناظر ہوگا جسے ہم آسانی سے فریب دے سکیں گے اور اس طرح مناظرہ کے بعد فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے ربوہ جا پہنچیں گے لیکن ان کی سوءِ قسمت کہ مقابلہ میں فاتح قادیان حضرت مولانا لال حسین اختر آ گئے۔ چاروناچار بیچارے قاضی نذیر احمد صاحب کو شیر اسلام کے مقابلہ میں میدان مناظرہ میں اترنا پڑا۔ نتیجۃً قاضی صاحب کے ساتھ وہی حشر ہوا جو ایک شیر کے سامنے بھیڑ کا ہوا کرتا

ہے۔ قادیانی حضرات کو اس مناظرہ میں ایسی شکست فاش ہوئی کہ موضع ڈاور کے باشندے مدت العمر اس کو یاد رکھیں گے مرزائی حضرات نے اپنے مبلغ کی شکست فاش کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا مناظرے کے باقی دو موضوعات "حیات مسیح علیہ السلام اور صدق وکذب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" کیلئے انہوں نے ۲۰ر اپریل ۱۹۶۵ء کی تاریخ مقرر کرکے اپنی جان بچائی۔ بالآخر ۲۰ر اپریل بھی آ پہنچی۔ مسلمانوں کی طرف سے فخر المناظرین فاضل عصر حضرت العلامہ مولانا خالد محمود صاحب سیالکوٹی پروفیسر ایم اے او کالج لاہور، مجاہد اسلام فاتح ڈاور امام المناظرین حضرت العلامہ مولانا لال حسین اختر، سید المناظرین فخر اہل سنت حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب چوکیروی خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی ۱۹ر اپریل کی شام کو ہی ڈاور پہنچ گئے۔ ۲۰ر اپریل کو ۹ بجے صبح مناظرہ کا وقت تھا مسلمان دور دراز کا سفر کرکے جوق در جوق میدان مناظرہ میں پہنچ چکے تھے۔ سٹیج لگ چکا تھا لیکن مسلمانوں کی حیرت کی حد نہ رہی جب وہاں کوئی بھی قادیانی صاحب نظر نہ آئے۔ نہ کوئی قادیانی مبلغ آیا تھا اور نہ اس جماعت کا کوئی فرد ہی وقت موعودہ اور جائے موعودہ پر پہنچا تھا۔ آخرکار مسلمانوں کی طرف سے فیصلہ ہوا کہ علماء اسلام کی تقریروں اور قادیانیوں کی شکست کے اعلان کے بعد اجلاس برخاست کر دیا جائے۔ حضرت العلامہ مولانا خالد محمود صاحب تقریر کے لئے سٹیج پر فروکش ہوئے ہی تھے کہ ایک جیپ ۱۹۳۴ G ی تھانہ لالیاں کے ایس ایچ او اور چند سپاہیوں کو لے کر جائے مناظرہ پر پہنچ گئی۔ تھانیدار صاحب نے جیپ سے اترتے ہی علامہ خالد محمود صاحب کو ایس ڈی ایم چنیوٹ کا یہ حکم نامہ دکھایا کہ اس علاقہ میں پندرہ دن کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اس لئے اجلاس کو منتشر کر دیا جائے۔

قہر درویش برجان درویش اجلاس کو منتشر کرنا پڑا لیکن مسلمان جو دور دراز سے سفر کرکے گئے تھے اور علماء اسلام جو اپنے کئی قیمتی کام چھوڑ کر اسلام کی حقانیت کا جھنڈا سر بلند کرنے کے لئے وہاں تشریف لا چکے تھے سب کے سب یہ تاثر لے کر لوٹے کہ حکام علاقہ نے قادیانیوں کی پشت پناہی کی ہے، اور یہ فیصلہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ملی بھگت کے نتیجہ میں کیا گیا ہے۔ اور یہ باور کرنے میں مسلمان مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر حق بجانب بھی نظر آتے ہیں:-

۱- مسلمان وقت مقررہ پر ڈاور پہنچ گئے لیکن قادیانیوں میں سے کوئی بھی جائے مناظرہ پر نہیں پہنچا۔ اس لئے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں قبل از وقت اس بات کا علم تھا کہ دفعہ ۱۴۴ نافذ ہو رہی ہے۔ عام خیال بھی یہی ہے کہ دفعہ ۱۴۴ محض ربوہ کے ارباب اختیار کے ایماء سے ہی نافذ کی گئی ہے کیونکہ قادیانی حضرات کو یقین تھا کہ وہ لوگ حضرت العلامہ مولانا لال حسین اختر اور حضرت العلامہ مولانا خالد محمود صاحب کے مقابلہ پر میدان مناظرہ میں نہیں ٹھہر سکتے چنانچہ اگر مناظرہ ہو گیا تو ان کی ہوا اکھڑ جائیگی اُن کے ڈھول کا پول کھل جائے گا، مسلمانوں کو ان کی چال بازیوں کا علم ہو جائے گا، وہ علاقہ بھر میں ذلیل ہو جائیں گے، اُن کی تبلیغی سرگرمیاں اس علاقہ میں ماند پڑ جائیں اور علاقہ بھر کے مسلمان حقیقت حال کا انکشاف ہو جانے کے بعد ان کے ہمرنگ زمین دام اور چنگل سے نکل جائیں گے۔ غرض قادیانی حضرات میں سے کسی بھی فرد کا جائے مناظرہ پر نہ پہنچنا اس امر کی صریح غمازی ہے کہ دفعہ ۱۴۴ محض انہی کے ایماء سے نافذ کی گئی ہے ورنہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا علم مسلمانوں کو بھی ہونا چاہیئے تھا۔ اخباروں میں اعلان ہوا نہیں۔ حکام نے کوئی منادی نہیں کروائی تو پھر قادیانی حضرات کو قبل از وقت کیونکر الہام ہو گیا کہ آج دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ عمل میں آنے والا ہے اور پھر یہ الہام بھی تمام جماعت کو ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہوا اور اس سے قادیانی حضرات کو مجال انکار نہ ہونی چاہیئے۔

۲- ایس ایچ او لالیاں جس جیپ پر سوار ہو کر تشریف لائے اور جس کا نمبر سطور بالا میں درج ہے وہ ربوہ کے ارباب اختیار کی ملکیت ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ قادیانی حضرات نے محض اپنی خفت کو چھپانے کے لئے پولیس کو اپنی جیپ دے کر بھیجا تاکہ وہاں جلسہ نہ ہو سکے اور قادیانی جماعت پولیس کی آڑ لے کر رسوائی سے بچ جائے۔ وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ عذر لنگ تراش سکیں کہ بھائی ہم تو محض دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ سے مناظرہ نہ کر سکے ورنہ ہم تو تیار تھے اور اس طرح آئندہ تبلیغ کے لئے میدان ہموار ہو جائے۔

۳- محمد حیات صاحب سکنہ ڈاور قادیانی عقیدہ رکھتے ہیں اور وہی قادیانی حضرات کی طرف سے اس سارے سلسلے میں پیش پیش تھے۔ جب باشندگان ڈاور نے حسب شرائط انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے مبلغین کو لائیں تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ آج دفعہ ۱۴۴ نافذ ہو چکی ہے حالانکہ اسی گاؤں کے دوسرے باشندے اس تمام صورت حال سے بے خبر تھے۔ اُن کی گفتگو سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ قادیانی حضرات نے جان بوجھ کر راہ فرار اختیار کی ہے اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کرانے میں اُن کا پورا ہاتھ ہے۔ لوگوں نے صورت حال کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے محمد حیات صاحب سے یہاں تک کہا کہ اب ہمارے مناظر تشریف لا چکے ہیں آپ بھی اپنے مناظرین کو لے آیئے۔ علیحدہ مکان میں بیٹھ کر چند مخصوص اور معززین علاقہ کی موجودگی میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے یا کوئی اور تاریخ مقرر کر لیں۔ اس کے علاوہ یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ حدود چنیوٹ سے باہر نکل کر مناظرہ

باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلسِ ذکر : از خلیفہ مجاز حضرت مولانا امین الحق صاحب ۔ شیخوپورہ

اِصلاحِ نفس کا سبق

مرتبہ : خالد سلیم

میرے بزرگو! آپ جانتے ہیں کہ حضرتؒ کی سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ اللہ کی مخلوق کے علم۔ عمل اور اخلاق کی اصلاح ہو جائے۔ اُن کی ساری زندگی وعظ و تدریس، لوگوں کی اصلاح اور حق گوئی میں گزری۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

کتاب الجہاد میں ہے کہ ایک مرتبہ چند صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی عبادت بیت اللہ کی خدمت، تعمیر اور جھاڑو دینا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ سب سے بڑی عبادت جہاد ہے۔ غرض اسی طرح صحابہ کرامؓ میں بحث ہو رہی تھی کہ حضرت عمرؓ تشریف لے آئے۔ اُنہوں نے اُن کی آوازیں بلند ہوتے دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم کو علم نہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا کہ تمہاری آواز اللہ کے رسولؐ کی آواز سے بلند نہیں ہونی چاہیئے ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور درخواست کی کہ ہم کو ایک آدمی دیں جو ہمیں علم دین سکھائے۔ پیشتر اس کے کہ حضورؐ کچھ فرماتے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ فلاں آدمی اچھا ہے۔ اس کو بھیج دیں حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ نہیں، فلاں آدمی اچھا ہے۔ اس کو بھیج دیں۔ حضرت صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم میری مخالفت کر رہے ہو۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ نہیں۔ میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ آپ کی رائے کی طرح میری بھی ایک رائے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام خاموش بیٹھے سن رہے تھے کہ آیت نازل ہوئی۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ ۲۶ سورہ الحجرات ع

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اسی طرح ہم کو بھی چاہیئے کہ اللہ والوں کی صحبت میں خاموش ادب و احترام سے بیٹھیں کیونکہ جو خاموش رہا اور اللہ والوں سے ادب۔ محبّت اور عقیدت رکھی وہ فائدہ حاصل کریگا۔

حضرت بشر حافیؒ تیسری صدی کے اہل اللہ گزرے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت! آپ کے پاس اہلِ علم آتے ہیں لیکن آپ خوش نہیں ہوتے انہوں نے فرمایا کہ میں کیسے خوش ہوں۔ علم کی تین صفتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ راست گفتاری ۲۔ مشتبہ۔ حرام رزق سے پرہیز۔ ۳۔ دُنیا کی زیب و زینت سے اجتناب۔

میں اُن میں کوئی صفت نہیں پاتا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں۔ انہوں نے علمِ دین کو دُنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایسے علماء کو اس دِن سے ڈرنا چاہیئے جس دِن جہنم کی آگ اُن ہی سے سلگائی جائے گی۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے گھاس پھوس ڈال کر آگ کو بجھانا۔

حضرت شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے علمِ دین کو دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ لوگ اُن کی صرف درس و تدریس، وعظ و تقریر کی وجہ سے تعظیم و تکریم کریں گے۔ اگر وہ علماء درس و وعظ بند کر دیں۔ جلسہ میں تقریر کرنی چھوڑ دیں تو لوگوں کے دلوں میں سے اُن کی عزت جاتی رہے۔ جن علماء کی ہر وقت عزت و تعظیم اور توقیر ہو چاہے وہ درس دیں یا نہ دیں۔ تقریر کرنی آتی ہو یا نہ آتی ہو۔ سمجھ لیں کہ وہ مخلص ہیں۔

حضرتؒ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ لوگوں کے دلوں میں حضرتؒ کی عزّت و احترام بے انتہا تھا اور اب بھی ہے۔ درس دے رہے ہیں یا وعظ کر رہے ہیں۔ مسجد میں بیٹھے ہیں یا بازار میں جا رہے ہیں۔ اسٹیشن پر کسی کو ملے ہیں یا گھر پر کسی کو ملے ہیں غرض ہر حالت میں ان کی وہی تعظیم و تکریم اور توقیر تھی جو درس و تدریس اور وعظ کے وقت ہوتی تھی ان کے وقار اور رُعب میں کسی وقت فرق نہیں آیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السّلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی تھی۔ ہمارے پاس بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع آتی ہے۔ احکاماتِ خداوندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کی تشریح اور مطالب جو ہم بتلاتے ہیں وہ بالکل ٹھیک ہوتے ہیں۔ جب ہم بولتے ہیں ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع اور انعامات ہوتے ہیں۔

یہ واقعات اُن علمائے ربّانی کے ہیں جنہوں نے اپنے قلوب کی صفائی کی ہوئی ہے جن کے افکار و اذہان پاکیزہ ہیں۔ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت سے بھرپور اور انوار و تجلّیات سے منوّر کر رکھا ہے۔ جنہوں نے اپنے رب کو پہچان لیا ہے۔

اِن اولیاء کرام اور علمائے ربّانی کی فہرست میں حضرتؒ بھی شامل ہیں جنہوں نے ساری عمر مخلوقِ خدا کی اصلاح میں گزار دی۔ جن کا قلب معرفتِ الٰہی سے بھرپور تھا جو ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے بھرے اور ہم کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

ایک مرتبہ حضرتؒ کے ساتھ میں گھر گیا۔ حضرتؒ اندر تشریف لے گئے۔ واپس آکر فرمایا کہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں۔ اُسی وقت ایک غریب آدمی آیا کہ حضرتؒ نکاح پڑھا دیں حضرتؒ فوراً ساتھ ہو لئے۔ نکاح کے بعد اُس آدمی نے ۵ روپے پیش کئے تو حضرتؒ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے کبھی نکاح کی فیس نہیں لی۔ حضرتؒ نے اپنے نفس پر ضبط اور کنٹرول کر رکھا تھا۔ حضرتؒ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ ضرور لے لیتا کہ گھر کھانے کو کچھ نہیں چلو ۵ روپے سے گزارہ چلاؤ۔ حضرتؒ کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر مکمّل اعتماد اور بھروسہ تھا۔

آپ نے سنا ہوگا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو فرمایا کہ کہ مجھے فکر ہے کہ میرے بعد تم کو کوئی پوچھے اور تمہاری خبر گیری کرے اور پھر فرمایا کہ جو ایماندار ہوگا وہ تمہارا ضرور خیال رکھے گا۔ حضورؐ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ جن صحابہ کرامؓ کو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ انہوں نے ازواجؓ مطہرات کا بہت زیادہ ادب و احترام کیا۔

اسی طرح آپ میں سے جن کو حضرتؒ سے زیادہ محبت تھی۔ جو حضرت کے زیادہ مقرب

تھے۔ ان کو حضرت کے صاحبزادگان سے بھی اتنی ہی محبت اور عقیدت رکھنی چاہئیے۔ حضرتؒ کی وفات کے بعد ہم نے اپنے آپ کو یتیم سمجھا۔ لیکن جب ہوش آئی۔ تو علم ہوا کہ نہیں۔ حضرتؒ کے صاحبزادگان زندہ ہیں خدا کی قسم! حضرت کی توجہات میں کوئی فرق نہیں۔ ان کا لباس بدلا ہے۔ ان کی توجہ ہم سے نہیں ہٹی۔ ہم تو اسی آستانہ کے نیاز مند ہیں۔

حضرت اولیاء کرام کی صحبت میں انکی توجہات اور برکات سے محرومی کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم ان کے پاس اپنی بڑائی لے کر بیٹھتے ہیں کہ ہم ایسے ہیں اور ہم ویسے ہیں۔ ہم کو اتنا علم ہے۔ ہم کو ان حضرات کی صحبت میں نہایت احترام و ادب اور تواضع و انکساری کے ساتھ بیٹھنا چاہئیے اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی بلند اور اونچا کرے گا۔

معزز حاضرین! ایمان کے بغیر عمل بیکار ہے اعمال کی بھی روح و جان ہے۔ جو کتابوں میں نہیں ملتی۔ وہ اللہ والوں کی صحبت اور ان کی تربیت حاصل کرنے سے بیسر آتی ہے۔ مختلف عباداتِ خداوندی کے لئے اخلاص اور طہارت کی ضرورت ہے۔ جس طرح نماز کے لئے اعضاء لباس اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اسی طرح نفس و قلب کی طہارت، صحبت اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے نفس کی اصلاح کریں اور اپنے قلب کو امراضِ روحانی سے پاک کریں۔ جنہوں نے قلب کی اصلاح کر لی۔ وہ کامیاب ہو گئے۔ ایک مرتبہ کسی اہل اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور دیکھا۔ کہ وہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں اور ان کا تلفظ ٹھیک نہیں۔ وہ آدمی واپس چلا گیا کہ ان کو تو قرآن مجید صحیح پڑھنا نہیں آتا۔ جب وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ سامنے شیر کھڑا ہے۔ وہ ڈر اور خوف کے مارے ان بزرگ کے پاس آ گیا۔ اور کہا کہ حضرت! باہر شیر کھڑا ہے۔ حضرت باہر نکلے اور شیر کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تم کو کتنی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مہمانوں کو مت ڈرایا کرو جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ وہ شیر چلا گیا۔ تو ان اہل اللہ نے اس آدمی سے کہا۔ کہ تم ظاہر میں الجھ گئے اور شیر سے ڈر گئے۔ ہم باطن میں مشغول ہیں۔ اور شیر ہم سے ڈرتے ہیں۔

حضرتؒ کے ساتھ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں رات کے وقت سندھ اسٹیشن پر پہنچا۔ میرے ساتھ کوئی ساتھی نہ تھا اور اندھیرا بھی کافی تھا۔ جب میں اسٹیشن سے ایک دو میل کے فاصلے پر گیا تو چند کتے جو بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ میری طرف دوڑ پڑے میں نے جب یہ سمجھا کہ بس اب یہ مجھ پر حملہ کر دیں گے تو میں نے بلند آواز سے کہا، اللہ! تو وہ ڈر کر بالکل زمین میں دھنس گئے حضرتؒ سے دنیا کی زمین پر دو پاؤں والے بڑے بڑے شیر ڈرتے تھے۔ ان کو کسی سے کوئی خوف اور ڈر نہیں تھا۔ وہ کسی حکومت سے مرعوب نہیں ہوئے۔ ہمیشہ حق سناتے رہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ۔

حضرتؒ کو اللہ نے باطن میں مشغول رکھا ان کی ساری زندگی علم و عمل اور مخلوق خدا اور خصوصاً علما کی اصلاح میں گزری۔ ہر ایک نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے برکات و فیوض ان کے صاحبزادگان پر رکھے اور ہم سب پر رحم فرمائے۔

(آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ:- اداریہ

ہو جائے اور روز روز کی ٹک ٹک ختم ہو جائے لیکن محمد حیات صاحب نے ربوہ سے موصولہ ہدایات کے مطابق کوئی بھی تجویز نہ مانی اور پروں پر پانی نہ پڑنے دیا اس طرح مسلمانانِ علاقہ نے قادیانیوں کو زبانِ حال سے اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے دیکھا اور بحمداللہ علاقہ پر اس کے بہترین اثرات مرتب ہوئے۔

رہ گیا حکام علاقہ کا معاملہ تو ان کی طرف سے یہ مؤقف اختیار کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے فرقہ وارانہ منافرت کو روکنے اور امن و ضبط کو قائم رکھنے کے پیش نظر یہ اقدام کیا لیکن ہمارے خیال میں یہ نہایت کمزور مؤقف ہے کیونکہ صرف ایک ہفتہ پہلے اسی مقام پر مناظرہ ہو چکا تھا اور اس کے نتیجہ میں کوئی فساد یا فرقہ وارانہ منافرت نہیں پھیلی تھی۔ نہایت پر امن ماحول میں مناظرہ ہوا تھا ہاں قادیانی مناظر صاحب اپنی شکست فاش کے پیش نظر البتہ ضرور حواس باختہ ہو گئے تھے اور انہوں نے بوکھلاہٹ میں ایسے جملے بھی کہے کہ "مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے نہیں پیدا کیا" لیکن عوام میں کوئی گڑبڑ پیدا نہیں ہوئی۔ لوگوں نے نہایت سکون کے ساتھ سفید دن میں قادیانی مناظر کی شکست کا نظارہ کیا اور قادیانیت کے ریت کے محل کو اپنی آنکھوں سے زمین پر آتے دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مناظرہ سے کنی کترائی اور حیلے بہانے تراش کر دفعہ ۱۴۴ نافذ کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

بہر حال ہماری حکومت سے استدعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو بھی تبلیغ کی کھلی اجازت دے اور انہیں وہی مراعات دے جو دوسروں کو حاصل ہیں یا بصورتِ دیگر دوسری جماعتوں پر بھی پابندیاں عائد کرے۔ اگر مسلمانوں کو ربوہ جا کر تبلیغ کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور قادیانیوں کے دفاع کے لئے حکومت کی مشینری حرکت میں آ جاتی ہے تو پھر قادیانیوں کو بھی اجازت نہ ہونی چاہیئے کہ وہ مسلمانوں میں کسی نئی نبوت اور خلاف اسلام نظریات کی تبلیغ کریں اور ارتداد کا فتنہ پھیلائیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہم یہ درخواست اس مملکت کے کارپردازوں سے کر رہے ہیں جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی ہے اور جس میں کتاب و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ کے وعدے وقتاً فوقتاً اربابِ حل و عقد کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔

نوٹ

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ بوجہ بیماری مجلسِ ذکر میں تشریف نہ لا سکے۔ لہٰذا مولینا امین الحق صاحب نے تقریر ارشاد فرمائی۔ قارئین کرام حضرت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

جلسہ

سمندری ۲۲ اپریل۔ بعد از نمازِ عشا جمیل چوک میں یادِ اقبال پر جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی جانباز نے علامہ محمد اقبالؒ کے حالاتِ زندگی پر تقریر کی۔

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا حافظ بشیر احمد درجہ حفظ قرآن آٹھواں پارہ عمر ۱۳ سال رنگ سانولہ چہرہ گول جسم بھاری درمیانہ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء سے مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان سے گم ہے اگر کسی صاحب کو اس کے بارے میں علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔

حاجی گل محمد امام مسجد چک نمبر ۸۶، ۵۷
ڈاکخانہ چک نمبر ۸۴، ۸۵ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

باپ کا خط ـ بیٹے کے نام

تعویذ سکینت

عظمت تفہیمی ـ جھنگ صدر

حمد و نعت ـ صلوٰۃ و سلام ـ دعائے صحت و ترقی اور تمنائے استقامتِ دین کے ساتھ واضح ہو کہ یہاں پر خیریت ہے اور تمہاری خیر و عافیت ہمہ وقت مطلوب و مرغوب ہے۔

کل دلی کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ تمہاری چھٹیاں ۵ر دسمبر کو ختم ہو رہی ہیں اور تم کراچی سے سیدھے لاہور روانہ ہو جانے والے ہو۔

امید

عزیز القدر تم بڑی بڑی امیدیں لے کر لاہور سے کراچی گئے تھے:۔

"میرے ماموں جان وزارتِ تعلیمات میں ہیں اور ان کا حلقۂ اثر مجھے کراچی یونیورسٹی میں داخلہ دلوا دے گا۔ وہ کامیاب نہ ہوئے تو نانا جان، خالو حامد اور خالو اعظم ہاشمی صاحب کا دینی حلقہ۔ حضرت قاری فتح محمد صاحب مدظلہ کی دعائیں۔ مولانا احتشام الحق مدظلہ اور مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہ کی پر زور سفارشات تو ضرور مجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دیں گی۔ . . . وغیرہ وغیرہ"

شکستِ آرزو

لیکن اے عزیز القدر بیس دن کی مسلسل دوڑ دھوپ اور جملہ سفارشات کی کوئی طاقت بھی تمہیں ایم اے کی سیٹ نہ دلوا سکی اور تمہیں اس کا افسوس ہوگا۔ بے حد افسوس ـ اور حوصلہ شکن افسوس ـ

یہ رنج اور صدمہ کا وفور ہی تو تھا جس نے تمہارے قلم کو اپنی رُوداد ناکامی لکھنے سے بھی روک دیا۔ میں تفصیلی خط کا تقاضا کرتا رہا مگر تم ہر تقاضے کو ضبطِ غم کی زنبیل میں ڈال کر بھول جاتے رہے۔ یہاں تک کہ تم نے مواخاتِ احادیث کے اس مسودے کی بھی کوئی اطلاع نہیں دی جو میں نے تمہارے ماموں کے ہاتھ بھیجا تھا۔

مشیتِ الٰہی

بیٹا، خیر سے تم حافظِ قرآن ہو۔ ترجمۂ قرآن سے بھی کچھ نہ کچھ واقف ہو اور رموزِ قرآنی سے بھی۔ تلاوت کے بھی پابند ہو اور نماز کے بھی۔ جب تمہارے سامنے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ

ہے تو پھر تم اپنی مشیت کو اپنی مشیت ـ اپنے ارادے کو اپنا ارادہ ـ اپنے منصوبے کو اپنا منصوبہ ـ اپنی خواہش کو اپنی خواہش ـ اپنی آرزو کو اپنی آرزو اور اپنی تمنا کو اپنی تمنا کیوں کہتے ہو۔

تمہاری مشیت جب تمہاری نہیں ہے بلکہ تمہارے رب کی ہے تو پھر اس کے پورا ہونے نہ ہونے کی فکر تمہیں کیوں لاحق ہو۔ اور اس کے ٹوٹنے سے تمہارا تارِ عنکبوت کیوں ٹوٹے!

امرِ غالب

عزیز بیٹے، اسی قرآن میں جسے تم روزانہ پڑھتے ہو یہ بھی آیا ہے کہ:۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔)

تو بیٹے، جب اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے، اپنے پروگرام اور نظام کا مختارِ مطلق ہے تو پھر اوّل تو تم اپنے عزائم کو اپنا کہتے کیوں ہو۔ اور اگر بشریت کے تقاضے سے کہتے بھی ہو کر پھر ان کے پورا نہ ہونے کا رنج کیوں کرتے ہو!

معرفت

تم نے بفضلہ تعالیٰ احادیث اور تاریخ اسلامی کا مطالعہ بھی کچھ نہ کچھ کیا ہے۔ جب بھی تمہاری کسی خواہش اور تمنا کا تارِ عنکبوت ٹوٹتا دکھائی دے تو مردانِ توحید کی طرح کیوں نہیں کہہ دیتے:۔

عرفت ربی بفسخ العزائم یعنی اے تارِ عنکبوت شکست تو تیری سرشت میں داخل ہے ـ پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرے ہر تانے بانے کے ساتھ میں اس فولادی زنجیر کو بھی ہر لحظہ توڑتا اور جوڑتا کروں۔ جو میری ذات و صفات کے نشیمن کو جلوہ گاہِ قدرت کے پایۂ تخت کے ساتھ مربوط اور وابستہ کرتی ہے ـ!!

نعمتِ مرض

عزیز القدر، آج سات دسمبر ہے۔ پانچ چھ دن سے بخار اور نزلہ میں مبتلا ہوں ـ اور تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہر سال سردی کے موسم میں مجھے اپنے رب سے ساتھ زیادہ قرب حاصل ہو جایا کرتا ہے۔ تین ماہ مسلسل بیمار رہتا ہوں۔ جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ رب سے قریب بندوں سے دور۔

یہ مرض اور بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی ایک [illegible] بڑی نعمت ہے۔ اس میں دعائیں بھی خوب نکلتی ہیں ـ اللہ اللہ کا ذکر بھی زبان پر خود بخود جاری ہو جاتا ہے ـ اور کبھی کبھی تو ملاقاتِ (موت) کا سماں بھی بندھ جاتا ہے ـ

بہر حال یکم دسمبر سے بستر کی عبادت میں سرشار ہوں اور ہر سال کی طرح اس سال بھی وصل یار کا منتظر مشتاق ہوں!

یداللہ

اس حال میں دعا یہ ہے کہ تمہارا آخری فرض بھی کسی نہ کسی طرح انجام دے جاؤں۔ لیکن اے عزیز اگر اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں سے یہ کام کروانا نہیں چاہتے تو بہر حال جن ہاتھوں سے بھی تمہاری شادی ہوگی انہیں یوں سمجھنا گویا۔ میرے ہی ہاتھ ہیں۔ نہیں بلکہ سب ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ۔ قدرت والے ہاتھ۔ اس لئے کہ اسی نے فرمایا ہے کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سارے ہاتھ اسی کے ہاتھ ہیں۔ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اسی کی توفیق سے حرکت میں آتے ہیں اور اسی کے فضل سے کامیابی اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو یہ سب ہماری بے بُود۔ بے سود اور بے وجود خودی کا اندھیر ہے جو ہماری عقلوں پر چھا جاتا اور نشہ کی حالت میں ہم سے کہلواتا چلا جاتا ہے:۔

"میرا ہاتھ۔ میرا پاؤں۔ میرا اقبال۔ میرا دماغ۔ میرا مکان۔ میری کوٹھی۔ میرا ملک۔ میرا اقتدار۔ میری قوم۔ میری نماز۔ میری تسبیح۔ میری بزرگی۔ میری جماعت۔ میری دعوت۔ میری تبلیغ۔ میری زمین۔ میرا آسمان۔ میرا یہ اور میرا وہ ...."

لیکن فرشتۂ اجل عین اسی وقت پر اچانک آجاتا ہے اور ان تمام دعوٰی ہائے اَنَانیّت کو آن کی آن میں باطل اور ڈس مس کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور پھر انہی مدعیانِ مدہوش کی زبان سے کہلوا دیتا ہے ؎

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

وصیت

عزیز القدر، تم اپنے ۸۶ سالہ صاحب فراش بوڑھے دادا جان کی آئندہ سطور کے لب و لہجہ پر شاید افسردہ خاطر ہو۔ اس لئے کہ ان کا لب و لہجہ کسی رخصت کرنے والے کا لب و لہجہ ہے!۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہارا تربیت یافتہ شعور تمہارے جذباتِ ضبط و محبت کو بے قابو نہ ہونے دے گا۔

مہلت اور ترقی

عزیز بیٹے، تمہیں ایم اے میں داخلہ نہ ملنے کا اتنا رنج نہ ہوگا جتنا مجھے آج تمہارے رشتے کے ختم ہونے کا رنج ہے۔ تم جانتے ہو کہ میٹرک کے بعد جب تم نے ملازمت اختیار کی تو میں نے تمہاری شادی کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی تھی۔ لیکن تم نے مزید علمی ترقی کے لئے مہلت طلب کر لی۔ اور بحمد اللہ اس مہلت طلبی کو تم نے سچ کر دکھایا اور گذشتہ پانچ سال کے عرصہ میں تم منشی فاضل کے بعد فل بی اے اسلامیات کی منزل تک پہنچ کر آج ایم اے اور پی ایچ ڈی کے منصوبے باندھ رہے ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ اس سال نہیں تو آئندہ سال انشاء اللہ تمہیں داخلہ بھی مل ہی جائے گا۔

لیکن اے عزیز تمہیں داخلہ ملے یا نہ ملے، میری مندرجہ ذیل باتوں کو ان کانوں سے سن لو جن سے کسی رُخصت ہونے والے کی وصیت سنی جاتی ہے اور دل کی اس گہرائی میں امانت رکھ لو جس تک کسی اغوا کنندہ وسوسہ اور فلسفہ کی رسائی ممکن نہ ہو:۔

استقامت

میرے بیٹے، میں تمہیں حفظ قرآن کے بعد آٹھ جماعت سے زیادہ پڑھانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن تمہارے اچھے نمبروں نے میٹرک تک اصرار کیا اور میں نے مشروط اجازت دے دی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تم نے میری شرطوں کا پورا پورا احترام کر کے دکھا دیا۔ اور شائد پورے گورنمنٹ اسکول میں ٹوپی، داڑھی، تلاوت اور نماز کی حفاظت کرنے والے تم اکیلے فرد واحد تھے۔

برکت استقامت

میٹرک کے بعد تمہارا فرسٹ ڈویژن کالج کے لئے مچلنے لگا اور اس کی بھی مشروط اجازت دے دی گئی۔ اور بحمد اللہ تم وہاں بھی دین پر ثابت قدم رہے اور جب اس..... پرویزی پروفیسر نے تمہاری داڑھی اور حدیث نبوی پر براہ راست تنقید کا اندازہ اختیار کیا تو تم نے دینی حمیت اور مذہبی غیرت کے جوش میں دو ہی مہینے کے بعد کالج پر لعنت بھیج دی اور گنبد خضراء کے مکین محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر دو سنتوں کی کچھ نہ کچھ لاج رکھ لی:۔

جس کا صلہ تمہیں یہ ملا کہ صرف آٹھ دن کے اندر اندر تمہیں سرکاری ملازمت مل گئی اور ایسی آسانی کے ساتھ مل گئی کہ اس کے لئے نہ تمہیں رشوت کے کسی سنڈاس کو عبور کرنا پڑا اور نہ سفارش کی کسی خلیج کو۔

پھر میں کھلے دل کے ساتھ تمہاری اس استقامت پر بھی مزید شاباش دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تم نے دفتری ماحول میں بھی ٹوپی، داڑھی، شلوار، تلاوت اور نماز سے انحراف نہیں کیا۔

سبق سیکھو

عزیز بیٹے، دوسرے لوگ تو عام طور پر عبرت اور سبق آموزی کی خاطر دوسروں کی کہانیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھتے ہیں۔ لیکن میں تو خود تمہاری اپنی سرگذشت تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اس امید پر کر رہا ہوں کہ تم اپنے مستقبل کو کبھی اپنے ماضی سے بدرنگ نہ ہونے دو گے۔

خوفناک گریز

عزیز القدر، اس سال داخلہ نہیں ملا تو رنج نہ کرو۔ اگلے سال سہی۔ میں تمہیں استقامت دین ہی کی شرط پر ایم اے اسلامیات اور پی ایچ ڈی مراعات دونوں

کی اجازت دیتا ہوں لیکن شادی کے بارے میں مزید مہلت دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ سنِ بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد شادی نہ کرنا ایک خوفناک گریز ہی نہیں بلکہ قدم قدم پر اپنے آپ کو وقفِ آزمائش کر دینا بھی ہے

نزاکتِ وقت

عزیز القدر، اس دور میں گلی گلی کے موڑ پر بڑے امکانات کی طرف ساحرانہ کشش کی فراوانی ہے۔ نگاہ کے زاویئے زاویئے پر بربادی کے طلسمات ہوشربا موجود ہیں۔ قرطاس و قلم کی سطر سطر میں اغوائے فکر کے سامان پنہاں ہیں۔ دوستوں کی ایک ایک مجلس میں لغزش دلفروش کے ساغرو مینا کھنک رہے ہیں تعلیم گاہیں معکوس تربیت ہی کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہیں۔ بصارت پر حدِ نگاہ تک شیطان کا قبضہ تسلیم کیا جا چکا ہے اور سماعت کا بھی ننانوے فیصد حصہ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے نکل کر شیطان ہی کی غلامی میں داخل ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ آپ مسجد کے اندر نماز بھی ایسی حالت میں ادا نہیں کر سکتے جب آپ کے کانوں میں کسی نہ کسی طرف سے گانوں کی آواز نہ آ رہی ہو۔

عریانی

عزیز القدر، اس کے باوجود کہ تم قرآنِ کریم اور علم و فضل کے لباسوں میں ملبوس ہو۔ قرآن ہی کی زبان میں بدستور عریاں ہو۔ اور اس حقیقت منتظر کی بھی عریانی کا سبب بن رہے ہو جسے علمِ الٰہی میں تمہارا لباس بننا ہے۔

اپنی آنکھوں پر خواہ کیسی ہی تاریک اور نقابی عینک لگا لو لیکن پھر بھی تمہاری بصارت عریاں ہے۔

ریڈیو اور ریکارڈنگ کی آوازوں سے بچاؤ کی کتنی بھی کامیاب کوشش کر لو لیکن پھر بھی تمہاری سماعت عریاں ہے۔

فکر و نظر اور دل و دماغ کی عریانی کا بطلان خواہ کسی بھی منطقی دلیل سے کر دو لیکن فی الحقیقت وہ بھی عریاں ہے۔

غرض تم اس وقت تک مجموعی طور پر بہر ہمہ وجوہ عریاں ہی رہو گے جب تک آدم کے مانگے ہوئے لباسِ فاخرہ کو زیب بدن اور قرآن کے بتائے ہوئے لباس تقویٰ کو زینتِ روح نہیں کر لیتے۔

لباس

وہ لباس جو سردی اور گرمی دونوں میں یکساں مفید۔ رات اور دن دونوں میں برابر کارآمد۔ وہ لباس جو نہ کبھی پھٹے اور نہ کبھی پرانا ہو۔ بلکہ جتنا پرانا ہوتا جائے اتنا ہی اُجلا، سفید، پائیدار اور خوشبودار ہوتا چلا جائے۔ وہ لباس جو جسم ہی کا نہیں بلکہ روح کا بھی لباس ہو۔ لباس ہی نہیں بلکہ زیور، سامانِ آرائش، بیسٹ میک اپ (Best make up) اور بھرپور سنگار میز بھی ہو۔ وہ لباس جو آنکھوں کو بھی عریانی سے بچائے اور کانوں کو بھی۔ جو فکر کو بھی ہر قسم کے سرد و گرم سے محفوظ رکھے اور دل و دماغ کو بھی۔ اور اجازت ہو تو آخری بات بھی کہہ دوں:۔

ہاں ہاں وہی لباس جو مرنے کے بعد بھی ساتھ نہ چھوڑے اور کفن کے بجائے جواہر نگار قبائے فردوس بن کر ایک ایک حور و غلمان کے بدن پر راست آ جائے اور لابس و ملبوس دونوں کے لئے ابدی اور سرمدی راحتوں کا سچا ضامن بن جائے۔

قربانی

عزیز القدر، بعض باتیں اشارے ہی میں بھلی لگتی ہیں۔ اس لئے مزید صراحت نہ مانگو۔ اس لباس کی فراہمی کو مزید التوا میں نہ ڈالو۔ اور اب تک جن دو معاملات میں تکمیل کے قریب پہنچ کر انقطاع کی نوبت آئی ہے اُس کو نہ اپنے نظریۂ التوا کی تائید غیبی سمجھ اور نہ ہی اس پر ضرورت سے زیادہ افسوس کرو۔ اس لئے کہ:۔

خوف

(۱) نظریۂ التوا بسا اوقات آہستہ آہستہ انحراف کی صورت اختیار کر لیا کرتا ہے۔ اور سنت نبوی سے انحراف۔ خدا کی قسم۔ موت اور جہنم دونوں سے زیادہ خوفناک چیز ہے۔

تسلی

(۲) افسوس اس لئے نہ کرو کہ دونوں جگہ استقامتِ دین ہی کی وجہ سے انقطاع ہوا ہے۔ ایک معاملہ میں سینما بینی آڑے آئی۔ اور دوسرے میں رواجی تجربات۔ دونوں جگہ اگرچہ دنیوی آسائشیں تو ہمارے لالچی قصور سے بھی زیادہ حاصل ہو رہی تھیں لیکن تم نے فراخ دلی کے ساتھ ان آسائشوں کو دین پر قربان کر دیا اور اپنا فرض ادا کیا۔

صلہ

اس قربانی کا بہترین صلہ اے عزیز تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گا۔ ضرور ملے گا اور یقیناً مل کر رہے گا۔ اس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہ کرو اس لئے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین (اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں فرماتے)

دیر آید

ویسے بھی تمہارا تکیۂ کلام "دیر آید درست آید" ہوا کرتا ہے جسے تم ماشاء اللہ موقع بے موقع پرچپاں کرتے کرتے کبھی بے موقعہ بھی لڑھکا دیا کرتے ہو۔ میں آج اسی "دیر آید درست آید" کو ٹھیک موقع پر پیش کر کے تمہیں کلی اطمینان دلا دینا چاہتا ہوں۔

مذاقِ جور

غالباً علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

"مذاقِ جور گلچیں ہو تو پیدا رنگ و بو کر لے"

عزیز القدر تمہیں کوئی گلچیں ہی تو چاہیئے۔ جب گلچیں کے

جور و ستم کا ذوق و شوق پیدا ہو ہی چکا ہے تو پھر زیادہ سے زیادہ رنگ و بو کیوں نہ پیدا کرو تاکہ گلچیں بھی زیادہ سے زیادہ ظالم اور شہ زور میسر آئے۔

گرانیٔ محمل

یہی اقبال ایک اور موقع پر ایک اور شاعرانہ ترنگ پیش کر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے کروٹ کروٹ راحت نصیب کرے ؎

"چوں محمل را گراں بینم حُدی را تیز تر خوانم"

خیر سے ابھی تمہاری عمر صرف ۲۳، ۲۴ برس ہی کی تو ہے۔ محمل کی گرانی کا ابھی سوال ہی کہاں۔ لیکن گرانی محسوس ہی ہو رہی ہے تو حُدی کو ذرا اور تیز کر دو۔

حُدی تمہاری گھٹی میں ہم نے قرآن کریم ڈالا ہے۔ تمہیں لوریاں بھی قرآن ہی کی دی ہیں۔ گھٹی اور لوری بھی بعد کی چیز ہے۔ اس سے بھی پہلے بلکہ سب سے پہلے تمہارے موحد دادا جان نے تمہارے ایک کان میں توحید کی اذان کہی تھی اور دوسرے میں توحید کی اقامت۔

عزیز القدر، اذانِ توحید اور اقامتِ توحید ہی تمہاری حُدی کے دو مصرعے ہیں بلکہ یوں بھی کہہ لو کہ ان میں سے ایک تمہاری حُدی کا مطلع ہے اور دوسرا مقطع اس حُدی کا مطلع ہے اور دوسرا مقطع اس حُدی کو تیز سے تیز کر دو۔ اوڑھنا۔ بچھونا بنا لو۔ تکیہ اور سرہانہ سمجھ لو۔ قدم کی جگہ بھی دے دو اور قلم کی جگہ بھی

غرض اس حُدی کو تیز سے تیز تر کر دو پھر دیکھو محمل کی گرانی کس حیرت انگیز طریقہ پر دور ہوتی ہے۔

اس نازک مرحلہ پر اگر میں مندرجہ ذیل مقدس پیشین گوئی درج نہ کر دوں تو سراسر کتمانِ حق ہوگا۔

مقدس پیشینگوئی

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے۔

مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَه

جو خدا کا ہوا، اس کا بھی خدا ہو ہی گیا

عزیز القدر: اخلاص نیت کے ساتھ اللہ کے کاموں میں لگ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام خزائن غیب و قدرت کے ساتھ تمہارے اور یقیناً تمہارے ہو جائیں گے۔

اگر

اللہ تعالیٰ کی مشیت اسی میں ہے کہ تم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے مزید کچھ مدت تنہا اور یک سُو ہو تو:۔

تقویٰ

عزیز القدر، دیکھنا تقویٰ اور طہارت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے!!۔

تقویٰ ضبط نفس کا دوسرا نام ہے۔ اور سچ پوچھو تو تقویٰ انسانی گاڑی کا بریک ہے۔

بریک

دیکھو عزیز، بریک موٹر گاڑی کے لئے جتنا ضروری ہوتا ہے اس سے زیادہ ضروری انسانی گاڑی کے لئے تقویٰ اور ضبطِ نفس ہے۔

عزیز القدر، جب تارکول کی صاف ستھری سڑک پر لوہے کی موٹر کار بریک کے بغیر نہیں چل سکتی تو پھر انسان کی بلاخیز اور طوفان انگیز گاڑی زندگی کے خوفناک پیچ و خم میں کس طرح بغیر بریک کے دوڑ سکتی ہے۔

دیکھو بیٹا، انسان بس سروس کو نیوخان بس سروس سے زیادہ بریک کی ضرورت ہے۔ اس کی انتہائی رفتار تو تیس میل فی گھنٹہ ہی ہے نا بس۔ لیکن اس کی حدِّ رفتار کا اندازہ تو کوئی فرد بشر آج تک لگا ہی نہیں سکا۔

اگر اپنی گاڑی کو بے بریک چلاؤ گے تو پھر خدا کے لئے تم ہی بتاؤ کہ ظهر الفساد فی البر والبحر کی تمام تر ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔ بس کے بنانے والے پر یا بس کے چلانے والے پر؟!۔

عزیز القدر۔ اپنی گاڑی کو کسی رُوٹ پر بے بریک نہ چلاؤ۔ ورنہ موڑ موڑ اور قدم قدم پر ایکسی ڈنٹ ہوں گے۔ خوفناک ایکسی ڈنٹ۔ تباہ کن ایکسی ڈنٹ۔ ایسے ایکسی ڈنٹ جن میں سے اک [illegible] شائد تمہاری پوری ہوائے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔

بصارت کے روٹ پر بے بریک چلے تو لاہور کی حسین سڑکوں پر حسن عریاں کا ایک تصادم بھی برداشت نہ کر سکو گے۔

سماعت کے روٹ پر بھی بے بریک دوڑے تو نغماتِ آوارہ کی کوئی نہ کوئی دُھن تمہارے ساتھ اس طرح چمٹ کر رہ جائے گی جو شائد تمہیں کسی دوسری دُھن کے قابل ہی نہ چھوڑے۔

عزیز القدر، ذرا سی بھی غفلت برتی تو تم اپنی معصوم بس سروس کو سر سے پاؤں تک ایکسی ڈینٹل بس سروس بنا کر رکھ دو گے۔ اور اس کے بعد دنیا کا کوئی بھی مسافر تمہاری بس سروس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔

حیا

عزیز القدر، تم خود ہی صاحبِ شعور و قلم ہو۔ میرے اشارات کی سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر خطرات اور حقائق اد اندازہ کر سکتے ہو۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تقویٰ ضبطِ نفس کا نام ہے جسے دوسرے لفظوں میں بریک بھی کہا جا سکتا ہے اور حیا بھی۔

اور حیا کے موضوع پر تو تم مجھ سے بھی اچھا مضمون لکھ سکتے ہو اس لئے کہ بچپن سے حیا کا پتلا ہو۔ اور سچ پوچھو تو عصمت اور حیا ہی کے دو شہپروں نے اب تک تمہیں علم و فضل کی فضا میں پرواز، وسعتِ پرواز، بلندیٔ پرواز اور شوکتِ پرواز بخشی بھی ہے۔

سیکنڈ ڈویژن

عجیب اتفاق ہے کہ آج ۸ دسمبر کو دس بجے بستر علالت پر مندرجہ بالا سطور لکھ ہی رہا تھا کہ یکایک نذر عباس نے ڈاک لا کر دی۔ جس میں تمہاری خالہ نمبر ۲

نے پرائیویٹ طور پر معلوم کر کے تمہارا بی اے کا نتیجہ لکھا ہے۔
(سیکنڈ ڈویژن، اچھے نمبر)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور ہر قسم کے شکریوں کا حقدار بھی وہی ہے۔ فخر اور ترنگ میں آ کر جامۂ بندگی سے باہر نہ ہو جانا۔ مٹھائی خالہ نے بھی مانگی ہے اور جو بھی سنے گا مانگے گا اور تمہارا فرض ہے کہ سب کو مٹھائی کھلاؤ اور مزید ترقی کے لئے ان سب سے مزید دعائیں بھی لو۔

درخواست داخلہ ایم اے

اور ہاں میری طرف سے ایک مرتبہ یونیورسٹی کے ناظم داخلہ کے پاس جا کر پوری ہمت کے ساتھ یہ بات تو کہہ دو کہ:

"جناب آپ نے ایم اے کے لئے سیٹ نہ ہونے کی خبر دی ہے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مجھے آپ کی سیٹ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جب میں نے اللہ کی کتاب قرآن عظیم چٹائی پر بیٹھ کر پڑھی ہے تو مجھے ایم اے کا کورس زمین پر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی عار نہیں ہوگا۔ آپ کے پاس فی الواقع سیٹ نہیں ہے تو مجھے آپ کی سیٹ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ صرف اجازت عطا فرما دیجئے جس کے شکریہ میں میں آپ کے لئے جنت میں سیٹ ملنے کی دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اُس سیٹ کے قابل بنا دے اور وہ سیٹ آپ کو عطا فرما دے۔"

امداد

عزیز القدر، میں سفر آخرت کیلئے تیار ہوں اور ضعف پیری کے بستر پر لیٹا ہوا اس خط کے ذریعے تمہاری قلمی امداد کر رہا ہوں کیا حقیقت ہے میری اور کیا حیثیت ہے میرے قلم کی سیاہی بکھیرنے والا قلم۔ شگاف اور رخنے دار قلم اور پھر صاحبِ قلم کے کردار میں تو قلم سے بھی زیادہ شگاف و شگاف اور رخنے ہی رخنے۔ یہ سب چیزیں اس قابل کہاں کہ کسی کی کوئی مدد کر سکیں۔ اصل مدد تو خدا کی ہے۔ قادر و قیوم کی ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ کی ہے۔

رفیق زندگی کی صفات

جس پروردگار نے ہمیشہ اپنے عاجز اور اپاہج بندوں کی مدد کی ہے وہی تمہاری بھی مدد کرے گا۔ اور اس مسافرت کی زندگی میں تمہیں انشاء اللہ ایسا رفیقِ سفر عطا کرے گا جو صرف اس لمحاتی زندگی ہی کا ساتھی نہ ہوگا بلکہ آنے والی دائمی زندگی کا بھی ساتھی ہوگا۔

جو تمہارے ہر شعبۂ زندگی میں برابر کا شریک ہوگا۔ رنج کا بھی شریک ہوگا راحت کا بھی۔ فقر کا بھی شریک ہوگا غنا کا بھی۔ علم کا بھی ساتھی ہوگا عمل کا بھی۔ زبان کا بھی ساتھی ہوگا اور دل کا بھی۔ مطالعہ کا بھی ساتھی ہوگا اور قلم کا بھی۔ گھر کا بھی ساتھی ہوگا اور باہر کا بھی۔ اور جو انشاء اللہ شعور کا بھی مالک ہوگا اور تربیت کا بھی:

(۱) محبتِ قرآن

جس کی محبتِ قرآن کبھی اس بات کو گوارا نہ کرے گی کہ تم تلاوت میں مشغول ہو اور وہ ناشتہ کے کمرے میں سے ہر دو منٹ کے بعد چلاّیا کرے:

"آ بھی جائیے میں کب تک آپ کے لئے انگیٹھی دہکائے بیٹھی رہوں گی۔"

(۲) ادب شناسی

جس کی ادب شناسی پر یہ بات بھی گراں ہوگی کہ قیلولہ کے بستر پر دراز ہو کر بار بار حکم صادر فرمائیے:

"بس اب دو گھڑی سو بھی جایئے چھوڑ بھی دیجئے اس ڈائجسٹ کو خرید تو لیا ہے مہینے بھر پڑھتے رہیئے گا۔"

(۳) دین پسندی

جو بہت پسند کرے گی اس بات کو کہ:

"دن بھر کے دنیاوی دھندے تو انجام دے لئے۔ عشاء کی نماز بھی خیر و خوبی کے ساتھ ادا کر لی۔ آیئے اب دن کا اختتام اور رات کا افتتاح رسالہ خدام الدین سے کر لیں۔ سب گھر والے۔ بچے بوڑھے عورت مرد ایک کمرے میں جمع ہو جائیں کچھ حصہ میں پڑھوں اور وہ سنیں اور کچھ حصہ وہ پڑھیں اور میں سنوں۔ ساتھ ساتھ کچھ معلوماتی سوال و جواب بھی ہوتے رہیں جن سے ہمیں بھی فائدہ پہنچے اور ہمارے بچوں کو بھی۔ تاکہ ہمارا دن بھی عبادت میں شمار ہو جائے اور رات بھی۔"

عزیز القدر، کتنی بڑی دولت ہو گی ایسی رفیقۂ حیات، اور کتنا بڑا خوش قسمت ہوگا وہ نوجوان جسے ایسی پُر شباب بیوی میسر آ جائے جو جسم کی جوانی سے بھی بھرپور ہو اور روح کی جوانی سے بھی۔

ظرفِ طالب

لیکن اے طالب ساغر و مینا، تیرے رب کا میخانہ اندھا نہیں ہے۔ وہاں سے جو کچھ ملتا ہے۔ بقدر ظرف ملتا ہے۔ چھوٹے ظرف والوں کو ایک چلّو پر ٹرخا دیا

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

آہ مولانا محمد یوسف

مولانا محمد طیب
مہتمم دارالعلوم دیوبند

میں دیوبند سے ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ کو کانپور، لکھنو اور گورکھپور کے سفر کے لئے روانہ ہو کر واپس ہوتے ہوئے گورکھپور میں اس حادثۂ جانکاہ کی اطلاع ملی کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر جماعت تبلیغ کا لاہور میں وصال ہو گیا اور جنازہ دہلی لایا گیا ہے اور وہ بستی نظام الدین میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے ہیں یہ خبر بجلی کی طرح میرے دل پر اثر انداز ہوئی، خبر چونکہ بالکل غیر متوقع اور بے سان گمان تھی تو اول وہلہ میں یقین نہیں آتا تھا کہ یہ حادثہ ہو چکا ہے لیکن بہرحال جس طرح موت یقینی ہے اسی طرح اس موت کا یقین کرنا پڑا اور دل کو ابتلاء و صبر کے لئے پیش کرنا ہی پڑا۔ عظیم صدمہ اس کا بھی ہے کہ میں جنازہ اور تدفین میں شریک نہیں ہو سکا

مولانا محمد یوسف صاحب کا صدمہ جہاں صرف اس وجہ سے غیر معمولی نہ تھا کہ ایک صاحب تقویٰ و طہارت صاحب علم و معرفت صاحب رابطہ و نسبت اور صاحب اخلاق و کمالات شخصیت ہم سے جدا ہو گئی اور اس دور قحط الرجال میں ایسی مغتنم ذوات کے گذر جانے پر عادۃً خلف صحیح کی توقع باندھنا مشکل ہے بلکہ اس وجہ سے اور بھی غیر معمولی بنگیا کہ ان کا علم و فضل تنہا ان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ ان سے گذر کر ہند و بیرون ہند کے لاکھوں افراد تک پھیلا ہوا تھا اور یہ فیض و برکت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ تبلیغی جماعتوں کی نقل و حرکت اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گئی تھی اور اللہ کے نام کا آوازہ براعظم ایشیا سے گذر کر یورپ اور امریکہ تک پہنچ چکا تھا دہلی اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے حلقہ بگوشان اسلام کے لئے شد رحال کا مرکزی نقطہ بن گئی تھی ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ صدمہ ایک ذات یا کسی ایک فرد کی موت کا صدمہ نہیں رہتا بلکہ موت العالم موت العالم کے اصول پر ایک عالمی صدمہ ہے۔ جس کے تحمل کے لئے دل گردہ کی ضرورت ہے، میں نہیں کہہ سکتا کہ اس خبر وحشت اثر سے میرے دل پر کیا گذری مرحوم علماء دیوبند کے ایک چشم و چراغ اور جماعت علماء کے ایک فرد فرید تھے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ و اصلاح کے سلسلہ میں جو تخم ریزی فرمائی تھی تو مرحوم نے ان کا خلف صالح بن کر اسے ایک تناور درخت بنا دیا اور اتنا کہ اس کے پھل اور پھول دور دور تک نفع بخش ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کی مخلصانہ جدوجہد مستقبل میں بھی ضائع ہونے والی نہیں ہے جیسے وہ اپنے سلف کے خلف صالح ثابت ہوئے امید ہے کہ انشاء اللہ ان کے اخلاف رشید بھی ان ہی جیسے ثابت ہوں گے۔

میں ان کے تمام پسماندگان سے بالخصوص ان کی محترمہ والدہ ماجدہ دام مجدہا اور حضرت اقدس مولانا الشیخ محمد ذکریا صاحب مدظلہ جو عم الرجل صنو ابیہ کے تحت ان کے حق میں پدر بزرگوار ہیں کی خدمت بھی خصوصی تعزیت پیش کرتا ہوں۔ مرحوم کی موت کا وقت تو یہی تھا جس میں ایک ساعۃ کی بھی تقدیم و تاخیر ممکن نہ تھی، خوشی اس کی ہے کہ یہ موت قابل غبطہ ہے جس طرح مرتے وقت ذکر اللہ ادعیہ ماثورہ درود شریف اور کلام الٰہی ان کی زبان کا ورد رہا اور ان کی توجہ

ہر طرف سے ہٹ کر اپنے معبود برحق ہی کی ذات میں مرکوز ہو گئی یہ ان کی جدائی کے غم کی خاطر خواہ تلافی ہے حق تعالیٰ ایسی موت ہر مسلمان کو نصیب فرمائے، معبود برحق انہیں اعلیٰ علیین میں مقام بلند فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ہو۔ آمین

بقیہ: باپ کا خط

جاتا ہے اور بڑے ظرف والوں کو بقدر ظرف پیمانہ، ساغر، گلاس، جام، سبو۔ حتیٰ کہ پورا میخانے کا میخانہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔

ساقی کے ساتھ وابستہ رہو۔ اس کی حمد و ثنا کرتے رہو۔ اس کے پسندیدہ طور طریق پر ثابت قدم رہو۔ میخانے کی حاضر باشی میں بھی کوتاہی نہ کرو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ طلب کا دامن بھی پھیلائے رکھو۔ اگرچہ اس کی شان فیاضی طلب کی محتاج نہیں ہے۔ لیکن مانگنا ہر عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اسلئے کہ مانگنے میں بندگی کا لطیف اقرار پایا جاتا ہے۔ اور ذات لطیف کو اقرار لطیف بہ نسبت اقرار صریح کے زیادہ پسند ہوا کرتا ہے۔

تعویذ سکینت

عزیز القدر، میرے اس خط کو ایک ہی مرتبہ پڑھ کر نہ رکھ دینا۔ جب بھی دل و دماغ پر کسی قسم کا حزن و ملال طاری ہو فوراً اس خط کو نکال کر پڑھ لیا کرنا۔ یہ خط میری زندگی میں بھی تمہیں

تعویذ سکینت

کا کام دے گا اور مرنے کے بعد بھی۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ تمہارا حامی اور ناصر ہو۔ اور ہم سب کو خاتمہ بالخیر کی آخری کامیابی سے سرخرو فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام مع الدعوات۔

تمہارا خیر خواہ والد
عظمت تفہیمی۔ جھنگ صدر

قاری عبدالمجید کیھال
ایبٹ آباد

صفات القرآن

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ (سورہ الحجر ع)

(ترجمہ) اور ہم نے آپ کو سات (آیتیں) جو (نمازمیں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں (یعنی سورۃ الفاتحہ) اور عظمت والا قرآن عطار فرمایا ہے۔

(حاشیہ) حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب۔

یعنی یہ نعمت بڑی دیکھ اور کافروں کی ضد سے خفا نہ ہو۔ سات آتیں وظیفہ کہا سورہ فاتحہ کو۔ اور بڑا قرآن بھی اسی کو کہا۔ ہر سورہ قرآن ہے یہ سب سے بڑی ہے درجے ہیں رسولؐ نے فرمایا جس کو اللہ نے قرآن دیا ہو پھر کسی کی اور نعمت کو ہوس کرے اس نے قرآن کی قدر نہ جانی

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

(ترجمہ) اور ہم نے کفار کی کئی جماعتوں کو جو (فوائد دنیاوی سے) متمتع کیا ہے تم ان کی طرف (رغبت سے) آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا۔ اور نہ ان کے حال پر تاسف کرنا اور مومنوں سے خاطر تواضع سے پیش آنا۔

(حاشیہ) حضرت شیخ الاسلام رح۔

یعنی مشرکین، یہود و نصاریٰ اور دوسرے دشمنانِ خدا و رسول کو دنیا کی چند روزہ زندگی کا جو سامان دیا ہے اس کی طرف نظر نہ کیجئے۔ کہ ان ملعونوں کو یہ سامان کیوں دے دیا گیا جس سے ان کی شقاوت و شرارت زیادہ بڑھتی ہے یہ دولت مسلمانوں کو ملتی تو اچھے راستے پر خرچ ہوتی۔ ان کو تھوڑی دیر مزا اڑا لینے دو۔ تم کو خدا تعالےٰ نے وہ دولت قرآن دی ہے جس کے آگے سب دولتیں گرد ہیں۔ روایات میں ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن دیا پھر کسی اور نعمت کو دیکھ کر ہوس کرے تو اس نے قرآن کی قدر نہ جانی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ (سورہ فاطر ع)

(ترجمہ) جو لوگ خدا کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہو گی۔

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ (سورہ النحل ع)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔

(حاشیہ) حضرت شیخ الاسلام رح۔

یعنی حضورؐ اکرم کا کام مضامین قرآن کھول کر بیان کرنا اور لوگوں کا کام اس میں غور و فکر کرنا ہے

قرآن کو نہ ماننے کی وجہ

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ۔ (سورہ البقرع)

(ترجمہ) اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے۔ اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پہ ہوں (تب بھی وہ انہی کی تقلید کئے جائیں گے)

قرآن تو حق ہے جو چاہے مانے یا نہ مانے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ الخ (سورۃ الکہف ع)

(ترجمہ) اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔

(حاشیہ) حضرت شیخ الاسلام رح۔

یعنی خدا کی طرف سے سچی باتیں سنادی گئیں کسی کے ماننے نہ ماننے کی اسے کچھ پرواہ نہیں۔ جو کچھ نفع نقصان ہوگا صرف تمہارا ہو گا۔ ماننے اور نہ ماننے والے دونوں اپنا اپنا انجام سوچ لیں جو آگے بیان کیا جاتا ہے۔ دنیا کی چہل پہل محض ہیچ اور فانی ہے۔ اس کا لطف جب ہی ہے۔ کہ فلاح آخرت کا ذریعہ بنے وہاں محض دنیا کا تمول کام نہ دیگا بلکہ جو یہاں شکستہ حال تھے۔ بہت سی وہاں عیش و آرام میں ہوں گے۔

قیامت کے دن قرآن نہ پڑھنے والوں کے متعلق حضورؐ کی شکایت

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ (سورۃ فرقان ع)

(ترجمہ) اور پیغمبر کہیں گے۔ کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

جناب رسالت مآبؐ قیامت کے روز خدا سے شکایت کریں گے کہ میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

جناب رسالت مآبؐ قیامت کے روز خدا سے شکایت کریں گے کہ میرے پروردگار میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا چھوڑ دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ اس کو نہ ماننا اور اس پر ایمان نہ لانا بھی چھوڑ دینا ہے۔ اس میں غور نہ کرنا اور سوچ سمجھ کر نہ پڑھنا بھی چھوڑ دینا ہے۔ اس کے اوامر کا بجا نہ لانا اور منہیات سے اجتنات نہ کرنا بھی چھوڑ دینا ہے۔ قرآن کی پرواہ نہ کر کے دوسری چیزوں جیسے بے ہودہ ناولوں۔ دلوانوں لغو باتوں۔ کھیل تماشوں۔ راگ رنگ میں مشغول ہونا بھی چھوڑ دینا ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمان قرآن کی طرف سے نہایت غافل ہو رہے ہیں اس کے پڑھنے سوچنے سمجھنے اور ہدایات سے مستفید ہونے کی طرف توجہ نہیں دیتے اور یہ کھلم کھلا ترک قرآن مجید ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس طرف راغب اور اس کی تلاوت میں شاغل ہونے کی توفیق بخشے تاکہ وہ اس پر عمل کریں اور ان کو فلاح کونین حاصل ہو۔

حضورؐ کو بھی تلاوتِ قرآن کا حکم دیا گیا

وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (کہف ع)

(ترجمہ) اور (اے نبی) اپنے پروردگار کی کتاب کو جو آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کریں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور اس کے سوا آپ کہیں پناہ نہیں پائیں گے۔

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۔ (سورۃ النمل ع)

(ترجمہ) (کہہ دو) مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے۔ کہ اس شہر مکہ کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم (اور مقام ادب) بنایا ہے۔ اور سب

چیز اسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اس کا بھی حکم بردار رہوں۔ اور یہ بھی کہ قرآن پڑھا کروں پس جو شخص راہِ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے۔ تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے (ڈرانے) والا ہوں۔

تلاوتِ قرآن کا طریقہ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (سورہ النحل ع۱)

(ترجمہ) اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح)

حدیث میں ہے۔ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ معلوم ہوا کہ مومن کے لئے قرأت قرآن بہترین کام ہے اور پچھلی آیات میں دو مرتبہ بہتر کاموں پر اجر ملنے کا ذکر تھا اس لئے یہاں قرأت قرآن کے بعض اداب کی تعلیم فرماتے ہیں تا کہ آدمی بے احتیاطی سے اس بہتر کام کا اجر ضائع نہ کر بیٹھے شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے۔ خصوصاً قرأت قرآن جیسے کام کو کہ جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔ کب ٹھنڈے دل سے گوارا کر سکتا ہے ضرور اس کی کوشش ہو گی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے۔ جو قرأت قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں ان سب مغویانہ تدبیروں اور پیش آنے والی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرأت قرآن کا ارادہ کرے۔ پہلے صدق دل سے حق تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر خدا وند قدوس کی پناہ میں آ جائے اصلی استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے۔ مگر زبان و دل کو موافق کرنے کے لئے مشروع ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے۔

قرآن مجید خوب صاف پڑھنا چاہیئے

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (سورۃ مزمل ع۱)

(ترجمہ) اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

قرآن مجید بالکل ٹھہر ٹھہر کر اور اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ ہر حرف صاف صاف سمجھ میں آئے اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے۔ اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے پڑھنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے

فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْکَ وَحْیُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

(ترجمہ) پس خدا جو سچا بادشاہ ہے۔ عالی قدر ہے اور قرآن کی وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اس کے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے (پڑھنے کے) لئے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے زیادہ علم دے۔

قرآن کے سننے کا طریقہ

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الاعراف ع۲)

(ترجمہ) اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رح)

جب قرآن ایسی دولت بے بہا علم وہدایت کی کان ہے تو اس کی قرأت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے ادھر کان لگائیں اس کی ہدایت کو سمع قبول سے سنیں اور ہر قسم کی بات چیت، شور وشغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے مستحق ہوں۔ اگر کافر اس طرح قرآن سنے تو کیا بعید ہے کہ خدا کی رحمت سے مشرف بایمان ہو جائے اور پہلے سے مسلمان ہے تو ولی بن جائے یا کم از کم اس فعل کے اجر و ثواب سے نوازا جائے اس آیت سے بہت سے علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ نماز میں جب امام قرأت کرے تو مقتدی کو سننا اور خاموش رہنا چاہیئے جیسا کہ ابو موسیٰؓ اور ابوہریرہؓ کی حدیث میں حضور نے فرمایا۔ وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ جب نماز میں امام قرأت کرے تو چپ رہو۔

بقیہ :- نقوشِ پا

خبر گیری کرتا ہے، لوگوں کے مصائب میں کام آتا ہے۔ مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور قرابت داروں کا خیال رکھتا ہے؟

قریش نے اس امان کو تسلیم کر لیا۔ مگر ان کا نمائندہ ابن الدغنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "ہم تمہاری امان کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابوبکرؓ کو اجازت ہے کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے عبادت کریں۔ مگر یہ کام وہ اپنے گھر میں کریں"

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی اور اسی میں عبادت کرنے لگے۔ قرآن کی آواز گھر سے باہر جاتی۔ اور سننے والے متاثر ہوتے۔ کفار قریش یہ دیکھ کر گھبرائے اور ابن الدغنہ نے آ کر کہا:۔

"ہم نے اس شرط پر امان دی تھی کہ ابوبکرؓ چھپ کر عبادت کریں مگر وہ اپنے صحن میں قرآن پڑھتے ہیں اور ہماری عورتیں اور بچے اثر قبول کر رہے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ اس سے باز آ جائیں"

ابن الدغنہ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور اس نے کہا "تمہیں معلوم ہے میں نے اس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا تھا کہ تم چھپ کر اپنے طریق پر عبادت کرو گے"

"میں اس شرط پر قائم ہوں" حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔

"لیکن تمہاری آواز تو گھر سے باہر جاتی ہے۔ اب یا تو اس سے اجتناب کرو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو" ابن الدغنہ نے کہا۔

"ابن الدغنہ مجھے تمہاری پناہ کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے اللہ کی پناہ اور امان کافی ہے" حضرت ابوبکرؓ نے استغنا کے ساتھ جواب دیا۔

مضمون نگار حضرات

اپنے مضامین صاف کاغذ کے ایک طرف لکھیں اور اعراب اور حوالہ جات کا بھی خیال رکھیں۔

مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

اسلام خطرے میں

ہوشیار! ہوشیار!

پاکستان جو صرف اسلامی تعلیمات، اسلامی بودوباش، اسلامی کلچر، اسلامی قانون اور اسلامی طور طریق کے لئے محض فضل خداوندی سے وجود میں آیا تھا اور ہر مسلمان نے خصوصاً ان علاقوں کے مسلمانوں نے جو پاکستان میں نہیں آ سکتے تھے۔ انتہائی ایثار کے ساتھ جان مال اور آبرو سب کچھ قربان کر کے حاصل کیا تھا۔ اسی پاکستان میں آج اسلام ختم ہو رہا ہے۔ حیرت ہے کہ صرف سترہ سال کی مدت میں عقلوں پر کیسے پردے پڑ گئے اور اسلام اسلام کے نعرے لگانے والے آج اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

اسکولوں، کالجوں اور پھر زنانہ سکول کالج اسپتال وغیرہ میں کس قدر لامذہبیت اور بیدینی چل رہی ہے۔ کیسا ماحول بن رہا ہے کیسے غلط نصابات کا درس دیا جا رہا ہے۔ یورپی نظریات کی کس قدر کشتکاری کی جا رہی ہے اسلام کے خلاف کیسے کیسے گندے جھوٹے غلط در غلط الزامات تراش کر ذہن نشین کرائے جا رہے ہیں کس قدر غلط عقیدوں غلط خیالات، بدعملی، بد معاملگی اور بداخلاقی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ ان کو دیکھ دیکھ کر عام لوگ بھی ایسے ہی ہوتے جا رہے ہیں اس کے بعد اسلام کی پابندی، دیانتداری، عبادات معاملات کے احکام اور شرعی اخلاق سے خالی ہی نہیں ان کی تحقیر کو دال روٹی بنا رکھا ہے جس سے ایمان تک میں خلل پیدا ہو رہا ہے۔ علماء دین جو اسلام کو بتا سکتے تھے ان سے اس لئے انتہائی نفرت کی جاتی ہے کہ اسلام کی خوشبو بھی نہ پا سکیں بتاتے یہ اسلام کو ختم کرنے کے منصوبے نہیں تو کیا ہیں انگریزوں کے بوئے ہوئے بیج کے پھل پودے نہیں تو کیا ہے۔

اسلام کی حقیقی تعلیم دینیدار ماحول اور نیک تربیت کے مدرسوں کا وجود اول تو عنقا ہے پھر کل ترقیات اسکولی و کالجی تعلیم میں منحصر کر کے ان پر سخت بند لگا دیا گیا ہے۔ کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام میں بہترا یا غرق اہل علم کی کیا پوچھ ہے اگر کوئی لاکھوں میں سے ایک ادھر لگ جاتا تھا تو اس کو سوائے موذنی امامت خطابت کے کوئی جگہ نہ مل سکتی تھی مگر محکمہ اوقاف نے اس کو بھی ان کے لئے بند کر دیا صرف ہاں میں ہاں ملانے والے بناتے جانے لگے۔

اگر کوئی خال خال بہادر ماں کا بہادر پوت صرف دین سیکھنے اور دین پھیلانے کے لئے لوگوں کی گالیاں تحقیر نہیں اور تنگی و ترشی وخستہ حالی اس لئے برداشت کرنے پر تیار ہو بھی گیا کہ اللہ کا نازل کیا ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا مخلوق کو خالق سے ملانے والا دین باقی رہ سکے اور وہ کسی دینی مدرسہ میں لگ گیا تو اب ہماری قوم ان مدرسوں کو تباہ کرنے کے منصوبے بنا رہی ہے۔ اسکیمیں بن رہی ہیں کہ ان سب پر تدبیروں سے غیروں کا قبضہ ہو جاتے اور صحیح دین بتانے والے نہ بن سکیں۔

اور اگر پھر بھی کوئی مدرسہ رہ جاتے تو اس کے لئے یہ تجویزیں بھی زیر غور ہیں کہ چونکہ ان کا مدار زکوٰۃ و صدقۂ فطر اور قربانی کی کھال پر ہی زیادہ ہے لہٰذا ان سب کو جبراً وصول کر کے اپنی صوابدید پر خرچ کیا جائے خواہ زکوٰۃ و صدقہ ادا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ اس طرح کوئی مدرسہ ہی پاکستان میں ایسا باقی نہ جائے جو صحیح اسلام کی تعلیم و تلقین کر سکے اور ایسے علمائے دین بنا سکے جو تقویٰ و طہارت اور علم و عمل میں اسلاف کا نمونہ ہوں۔

بے دینی، بد افعالی، بداخلاقی سیلاب کی طرح پاکستان میں ہر دروازہ سے امڈی چلی آ رہی ہے اور اس کے تمام اسباب و ذرائع بے دریغ استعمال ہو رہے ہیں تو کیا آپ کس طرح یہ یقین کر سکتے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں آپ کی نسلوں اور آنے والی قوم کے لئے دین کی کوئی بات باقی رہ سکتی ہے اور کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ان دینی مدارس کے مٹ جانے پر کوئی شخص بھی آپ کو اسلام کا صحیح مفہوم اور معیار بتا سکے گا۔ کیا آپ یورپ کی ان چالاکیوں کا شکار نہ ہو جائیں گے۔ کہ اس کی ہر لامذہبیت اور بدعملی و بداخلاقی کو اسلام قرار دیا کریں گے۔ پھر یا اسلام نام سے غیر اسلام کو طرز عمل اور عقیدہ بنا لیں گے یا ہونہار بچے کفر کی آغوش میں جا پڑیں گے۔

اگر ہمارے ملک و قوم کی یہی رفتار رہی تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایک دن کوئی بھی مسلمان مسلمان سچا پکا نہ رہ سکے گا اگر رہ پائے گا تو ذلیل ترین بنا دیا جاتے گا۔ کیا اپنی نسلوں اور آئندہ آنے والی قوم کے لئے ہماری یہی خیر خواہی ہو سکتی ہے کہ ہم آنکھیں بند رکھیں جان و مال اور فرضی شان یا آبرو کو لئے بیٹھے رہیں اور اپنی اور اپنے مسلمان آباؤ اجداد کی مسلمان نسلوں کو اسلام سے الگ کر کے دنیا و آخرت کی تباہی میں دھکیل دیں۔ وقت یہ نہیں ہے کہ ہم خاموش بیٹھیں اور اس بے دینی کے سیلاب پر بند لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اور خود کو اور نسل کو اس سیلاب کی نذر کر دیں اگر ہم کو دین عزیز ہے اور

اولاد اور پوری قوم کو مسلمان رکھنا عزیز ہے تو اب وقت نہیں ہے کہ ہم رنگ رلیوں میں لگے رہیں اور ان خطرات سے نظر ہٹائے رکھیں۔ اور جان، مال، عزت آبرو کو اس خدمت کے لئے بالکل وقف نہ کر دیں۔ ابھی موقع ہے۔ آپ کام کر سکتے ہیں خدا نہ کرے کوئی وقت ایسا آ جائیں کہ پھر یہ کام بھی مشکل ہو جائے۔ خوب سوچئے خوب غور کیجئے آثار کیا ہیں کیا کیا ہونا نظر آ رہا ہے اور ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

یاد رکھیے کہ جب یہ سوال ہو گا کہ ہمارا دین جو ہمارے رسول تم لوگوں کو سونپ کر آئے تھے تم نے اس کی حفاظت میں کیا کیا؟ تو پھر جواب کیا ہو گا۔ اور اگر سوال ہوا کہ تم نے خود اس کو اس طرح کیوں ضائع کیا تو عذر کیا ہو گا اگر سوال ہوا کہ دشمنوں نے اسلام کو نیست نابود کرنے کی جو کوششیں کیں تم نے ان کی اعانت کی یا مدافعت تو سوچ لیا جائے کہ جواب کیا بن پڑے گا۔

اسکولوں کالجوں میں دنیدار ماحول بنانا، نصابات، بے دینی کی باتوں کو خارج کرنا، مسلمان بچوں کو مسلمان باقی رکھنے اور مسلمان پکا پختہ بنانے کے سامان کرنا تو انتظام والوں کے ذمہ ہے بدعقیدگیاں، بداعمالیاں، بد اخلاقیاں، آوارگیاں اور ان کے اسباب کی روک تھام بھی اہل انتظام کا فرض ہے لیکن یہاں تک جس سے ممکن ہو سکتا ہے اس نے کتنا کام کیا۔ یہ بھی سوچ کر رکھنے کی ضرورت ہے ہم میں سے کوئی فرد اس ذمہ داری سے بری نہیں ہو سکتا اگر ان انتظامات میں آپ کا دخل نہیں تو ایسی مجبوری میں آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت اور اسلام کا رنگ باقی رکھنے کے لئے آپ کو بھی تو آخر کسی نہ کسی کام کی ضرورت ہے۔ آئیے سوچیں کہ کیا آسان طریقہ ہو کہ جس سے ہم ملک و قوم کو مسلمان باقی رکھ سکیں اور سچا پکا مسلمان بنا سکیں۔

سردست چند تجویزیں پیش خدمت ہیں اگر انتظام کامل نہیں ہو سکتا تو اسی قدر کو نافذ کر لیا جائے اس خطرناک دور میں پس و پیش کی گنجائش باقی نہیں ہے پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اب تو جلد از جلد قدم اٹھانے کی ضرورت ہے مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیے اور ان کو وجود میں لانے کی جلد از جلد کوشش ہونی چاہیئے۔

نمبر۱ ہر گھر میں ورنہ ہر محلہ یا ہر مسجد میں ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا ضروری ہے جس میں ان بچوں کو جو اسکول جاتے ہیں صبح یا شام کو صرف ایک گھنٹہ کے لئے قرآن شریف اور دین اسلام کے عقائد و اعمال معاملات اور معاشرت اور حسن اخلاق پیدا کرنے والی تعلیم دی جایا کرے اور وہاں کے مدرس و منتظم لوگ ان کی دنیداری کی پوری نگہداشت کیا کریں۔ تاکہ آئندہ بننے والی قوم تمام علوم جدیدہ کی مہارت کے ساتھ سچے پکے مسلمان بھی رہ سکیں اور بن سکیں۔

نمبر۲ اہل ثروت حضرات دینی اتالیق مقرر کریں جو ان کے بچوں کے دلوں میں اسلامیت کی جڑیں جما دیں ان کو اسلامی رنگ میں رنگ دیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اسلامی رنگ میں رنگ دینے والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو خود ہر حیثیت سے پورا اس رنگ کا ہو ورنہ کچا یا کمزور دنیدار گمراہی کا ذریعہ بن جائے گا۔

نمبر۳ ہر گھر یا محلہ یا مسجد میں ایک دینی مجلس روزانہ صرف آدھ گھنٹہ کے لئے منعقد کی جایا کرے۔ اگر اور نہ ہو سکے تو کم از کم ہفتہ میں ایک دن گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ہو جس میں اسلامی رنگ پیدا کرنے والی کتاب ایک صاحب سنا دیا کریں اور سب لوگ سن لیا کریں۔ ہزاروں کا تجربہ ہے کہ حضرت مجدد **الملت** حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کے مطبوعہ وعظ یا **ملفوظات** کچھ مدت سننے یا پڑھنے سے عشق الہیٰ کی ایک لگن لگ جاتی ہے اور صحیح علم و عمل کی توفیق ہو جاتی ہے بہت سی غلطیاں اور غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ان کو سنایا جائے یا اور کوئی معتبر اور حق و تحقیق والے بزرگ کی کتاب۔

نمبر۴ بچیوں کے واسطے قرآن مجید اور بہشتی زیور اسکول و کالج کے وقت سے پہلے یا بعد میں تھوڑا تھوڑا پڑھنا لازمی بنا دیا جائے تاکہ نہ ان پر دوسرا اثر ہو سکے نہ آئندہ ان کی گود والوں پر کوئی اثر خراب پیدا ہو سکے۔ تعلیم قرآن و تعلیم بہشتی زیور کا انتظام ہر گھر میں ضروری ہے۔

نمبر ۵ ایک دو آدمی ساتھ لے کر اپنے عزیزوں، دوستوں محلہ والوں اور جس قدر کو ہو سکے ان کاموں پر وقتاً فوقتاً آمادہ کیا کریں۔

امید ہے کہ یہ مختصر سا نسخہ انشاءاللہ تعالیٰ اس زہر کا تریاق ثابت ہو گا جو طرح طرح کے راستوں سے ہمارے ایمان اور علم و عمل پر سرایت کرتا جا رہا ہے اور آہستہ آہستہ ہم کو گو مسلمان نام رہے مگر اسلام سے دور کرتا جا رہا ہے۔ چند منٹوں اور چند پیسوں کا معمولی خرچ ہے مگر ڈوبتی ناؤ کا بہت بڑا سہارا ہے۔

حضرت مولانا قاضی صاحب مدظلہ العالی

جامع مدینہ کیمبل پور　　　مرتبہ :۔ محمد سلیمان قادری

درسِ حدیث

عَنْ عُمرابن الخطّاب رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ وَسَلَّم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی الدُّنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِامْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور دوسرے خلیفہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما الاعمالُ بالنیات۔ تمام عمل نیت پر موقوف ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملتا ہے جو وہ نیت کرے۔ یعنی بظاہر ایک عمل اچھا ہے لیکن اس کی نیت خراب ہے تو اللہ تعالیٰ نیتوں کو جاننے والے ہیں۔ جیسے ایک آدمی بظاہر مسجد آتا ہے نماز پڑھنے کے لیے لیکن اس تاک میں ہے کہ کیسے داؤ لگے اور جوتی چھپا کر چلتا بنوں۔ اس لیے فرمایا اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ قرآن میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِی بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ فرمایا میں تمہیں تمہاری پیدائش سے بھی پہلے کا جانتا ہوں۔ مفہوم یہ ہے کہ ہمیں اپنی نیتوں کو درست کرنا چاہیئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسجد جس نیت سے آئے گا وہی لے کر جائے گا۔ چنانچہ منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے بیٹھتے اُٹھتے کلام کرتے۔ وَقَدْ دَخَلُوْا بِالْکُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ جب آئے تو بھی کافر تھے۔ جب گئے تو بھی کافر تھے۔ اس لیے آپ کے پاس نہ آئے کہ ایمان رکھتے۔ بلکہ آپؐ کی مخبری اور جاسوسی کے لیے آتے۔ معلوم ہوا کہ نیت کا بہت ہی بڑا مدار ہر عمل کی قبولیت کے لئے۔ اور ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا۔ دنیا میں بھی جو اس نے نیت کی۔ جو نیک کام کرتے ہیں عموماً انجام ان کا اچھا ہوتا ہے۔ یا یہ کہ قیامت کے دن وہ بھی ملے گا جو دنیا میں نیت کی۔ دنیا میں جو برے کام کا ارادہ کیا تھا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتلائیں گے۔ اگرچہ اس میں مواخذہ نہیں اللہ تعالیٰ کا قانون مغفرت ہے کہ اگر دنیا میں نیک کام کی نیت کی مگر ہو نہ سکا اس نیک کام کا ثواب اللہ تعالیٰ دیں گے۔ مثلاً حج کرنے کی ایک آدمی کی سچی نیت ہے لیکن اس کے پاس پیسے نہیں یا اجازت نہیں ملی یا حالات سازگار نہیں اس کو حج کا ثواب ملے گا لیکن برے کام کی نیت کی اور ہو نہ سکا تو اس بری نیت کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔

فرمایا پس جس آدمی کی ہجرت کی نیت اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف ہوئی تو اس کو اس کا اجر ملے گا۔ یہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر صحابہؓ کرام تشریف لائے تو صرف آپ کے لیے اور دین کے لیے اور کچھ ایسے بھی آئے جن کی نیت یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں جائیں گے کچھ کاروبار مل جائے گا۔ اس غربت سے چھوٹ جائیں گے۔ یہ بھی کوئی خراب نیت نہ تھی۔ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بعض گناہ ایسے ہیں جو نہ نماز سے نہ روزے سے معاف ہوتے ہیں لیکن جب ایک مسلمان بال بچے کے لیے رزق حلال کی تلاش میں سفر کرتا ہے تو اس سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے سے اس کے یہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا اور جس آدمی نے ہجرت کی دنیا کے لیے وہ دنیا پالے گا۔ چونکہ محنت دنیا کے لیے ہوئی محنت کا پھل پالے گا یا جس نے نکاح کی غرض سے ہجرت کی وہ بیوی پالے گا۔ اکثر صحابہ صرف آپ کے لیے آئے کافروں کی نظر میں ان کی یہی غلطی تھی جس سے ان کو ملک بدر کیا گیا تھا کہ وہ یہ کہتے تھے اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللہُ قرآن نے ان صحابہ کو فقیر سے تعبیر کیا۔ ان کی نیت یہ تھی کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہم سے راضی ہو جائے چنانچہ مہاجرین نے یہ کوشش کی کہ حتی الوسع اپنی کمائی سے گزارہ کریں۔ اگرچہ انصار مدینہ نے بڑی مدد کی بلکہ یہاں تک ہے کہ ایک انصاریؓ حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دیتا ہوں آپ اس کا نکاح میرے مہاجر بھائی کے ساتھ پڑھا دیں۔ بیوی تک دینے کو تیار ہو گئے اور بعض ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس غرض سے نہ گئے اور یہ کوئی بری بات نہیں۔ کاروبار رزق میں وسعت کے لئے ہجرت و سفر یا انہوں نے نکاح کا منشاء ظاہر کیا ہو۔ اور حق حلال کا نکاح۔ یہ بھی کوئی بری بات نہیں۔ بات اتنی ہے۔ کہ یہ کوئی اونچا مقصد نہیں۔ مسلمان کی شان یہ ہے۔ کہ بڑا مقصد اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی رکھے۔ اور یہ بات بھی کہ صحابہ کرام، آپ کو بڑا شفیق، بڑا رحیم سمجھتے۔ چنانچہ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول اگر حیرہ جو شام میں ہے۔ فتح ہو گیا تو اس بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ میں شادی کروں گا۔ صحابہ بڑے مخلص۔ آپؐ پر جان دینے والے اور آپ کو اپنا ہمراز سمجھتے تھے۔ فرمایا بہت اچھا۔ تیرا ہی نکاح ہو گا اس سے۔ چنانچہ وہ بات آئی گئی ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حیرہ نہ فتح ہوا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوا۔ یہ صحابی بوڑھے ہو گئے تھے۔ وہ لڑکی گرفتار ہو کر آئی کنواری تھی مگر بوڑھی ہو چکی تھی۔ یہی صحابی حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے عرض کی اے امیرالمومنین۔ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اور یہ لڑکی بھی اب بوڑھی ہو چکی ہے۔ نکاح کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی لئے اتنی لمبی عمر دی کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہو کر رہے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا۔

تو دنیا میں انسان جو نیت کرے گا اسی کا پھل پائے گا۔ دین کی نیت کرے گا۔ تو دین ملے گا۔ دنیا کی دنیا۔ بیوی کی تو بیوی۔ مال کی تو مال۔ غرض جو چاہے گا اسے وہی کچھ ملے گا۔

عَنْ عُمرابنِ الخطّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ (الحدیث)

اس حدیث کے راوی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن ہم بہت سے صحابہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک بہت زیادہ سفید کپڑوں والا آدمی آیا۔ اس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ نہ تو وہ مسافر معلوم ہوتا تھا۔ اور نہ ہم میں سے اسے کوئی جانتا تھا۔ آپؐ کے قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا دیئے۔ جس طرح التحیات پر بیٹھا جاتا ہے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ کہنے لگا۔ یا محمد اخبرنی عن الاسلام اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے۔ کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی بھی معبود نہیں اور تو گواہی دے اس بات کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اور حج بیت اللہ کرے۔ اگر طاقت ہو۔ وہ نو وارد اپنے سوال کا جواب پانے کے بعد کہنے لگا۔ صَدَقْتَ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم حیران تھے کہ خود ہی پوچھتا

ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے سے جانتا ہے۔ پھر پوچھا اخبرنی عن الایمان ایمان کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ کہ تو ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور اللہ کے سب فرشتوں پر اور اللہ کی سب کتابوں پر اور اللہ کے سب رسولوں پر اور آخری دن پر اور تقدیر پر ایمان لائے۔ کہنے لگا۔ صَدَقْتَ تو نے سچ کہا۔

پھر پوچھا اخبرنی عن الاحسان احسان۔ اخلاص کیا چیز ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ احسان یہ ہے۔ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو دو چار آنے دے دیئے تو یہ احسان ہے۔ یہاں احسان کے معنے ہیں۔ تصوف، رب العالمین کے ساتھ دلی تعلق۔ فرمایا تو رب کی عبادت کر اس طریقے پہ کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو یہ تصور کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر پوچھا اخبرنی عن الساعۃ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا مجھے بھی اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا تجھے معلوم ہے۔ قال فاخبرنی عن اماراتہا قیامت کی نشانیاں کیا ہیں۔ قال اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا لونڈی سے اس کا مالک پیدا ہو جائے گا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں بڑی قوت پیدا ہو گی۔ وہ غیر مسلموں سے لڑیں گے اور مال غنیمت میں لونڈیاں لائیں گے۔ لونڈی سے جو لڑکا پیدا ہو گا۔ وہ آزاد ہو گا۔ گویا وہ اپنی ماں کا مالک ہو گا۔ جیسا اس کا باپ مالک ہے۔ یا یہ مطلب ہے۔ کہ قرب قیامت ہر آدمی ماں کو لونڈی کی طرح سمجھے گا۔ ماں کو گالیاں دے گا۔ کام کرائے گا۔ اور وہ لوگ جو کبھی سر سے ننگے اور پاؤں سے برہنے تھے۔ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے پھر وہ آدمی چلا گیا۔ ہم کافی دیر متحیر رہے کہ آیا یہ کون آدمی تھا۔ آپؐ نے خود پوچھا عمر جانتے ہو یہ سوال کرنے والا کون تھا۔ عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ جو تم کو تمہارا دین سکھا گئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ فرشتے انسانی شکل میں آ سکتے ہیں۔ اور ان کو تو صحابہ نے بھی دیکھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ دین تین چیزوں کا نام ہے۔ (۱) اسلام سے مراد عمل (۲) ایمان سے مراد عقیدہ اور تیسرا احسان اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقیدہ اور صحیح عمل سے نوازیں۔ اور عمل میں اخلاص نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بقیہ:- چہل حدیث

(۳۱) لَا تَنَاجَشُوْا (نسائی)

(ترجمہ) بازار سے زیادہ نرخ نہ بڑھایا کرو۔

(۳۲) اَلنَّاجِشُ اٰكِلُ الرِّبٰوا خَائِنٌ وَّ هُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ (بخاری)

(ترجمہ) بازار سے زیادہ نرخ بڑھانے والا سود خور بد دیانت ہے اور ایسا کرنا سراسر دھوکہ ہے باطل ہے اور ناحق ہے کسی طرح حلال نہیں۔

(۳۳) بَيْنَ الرَّجُلِ وَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (مسلم)

(ترجمہ) آدمی اور شرک میں فرق کرنے والی چیز نماز کا پڑھنا اور چھوڑ دینا ہے (نماز چھوڑ دینے میں شرک کا خطرہ ہے)

(۳۴) بَيْنَ الْكُفْرِ وَ الْاِيْمَانِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (ترمذی)

(ترجمہ) کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز کا پڑھنا اور چھوڑ دینا ہے۔

(۳۵) اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ (مالک)

(ترجمہ) لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آیا کرو۔

(۳۶) اِذَا وَزَنْتُمْ فَارْجِحُوْا (مسلم)

(ترجمہ) جب تم تولو تو جھکتا تولو۔

(۳۷) اَلتَّاجِرُ الْاَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیہ)

(ترجمہ) سچا امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔

(۳۸) رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَ اِذَا اشْتَرٰى وَ اِذَا اقْتَضٰى

(ترجمہ) خدا تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو خریدنے، بیچنے اور مطالبہ کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔

(۳۹) لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (متفق علیہ)

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کا کہنا نہ مانو۔

(۴۰) لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِمًا (مسلم)

(ترجمہ) تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر ہرگز پانی نہ پیئے۔

مورخہ ۳۰ اپریل ۲۸ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت ۱/۲ ۱۲ بجے دوپہر جامعہ مسجد نہر والی مغل پورہ میں ایک خاص اجلاس ہو گا۔ جس میں حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی تقاریر کریں گے۔ (خطیب جامعہ مسجد)

مولانا عبدالحق صاحب کی تعزیتی تقریر

اکوڑہ خٹک۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جمعہ کی شام کو حضرت امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی کی وفات کی اطلاع سے رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ اور تمام علماء و اساتذہ وطلبہ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ بروز ہفتہ دالحدیث ہال میں تمام اساتذہ، طلبہ و عملہ دارالعلوم نے حضرت مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم نے حضرت مرحوم کے کمالات علمی و تبلیغی اور اعلیٰ وارفع مقامات پر نہایت درد انگیز الفاظ میں روشنی ڈالی اور فرمایا کہ حضرت مرحوم کی ذات دعوت وعمل کا ایک عظیم اور بابرکت منبع تھا جس کے چشمے برصغیر کے علاوہ تمام عالم میں پھوٹتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت مرحوم اپنے اولوالعزم والد مولانا محمد الیاس صاحب مرحوم کی طرح اخلاص وللہیت و دعوت و عمل کا پیکر تھے اور ان کی ذات میں نہ صرف عوام بلکہ علماء کے لئے بھی اسوۂ حسنہ تھا۔ ان کی زندگی عہد صحابہ جہاد و عزیمت کا نمونہ تھا اور اسی جہاد کی راہ میں وہ شہید ہو گئے۔ انہوں نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تبلیغی جماعت کے مخلص ارکان کے صبر اور عزیمت کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مولانا مرحوم کی کوششوں سے دنیا میں ایک ایسی جماعت پھیلی جو واقعی اس دور میں عہد صحابہ کی یادگار ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے علمی و تبلیغی دنیا اس عظیم سانحہ میں مرحوم کے پسماندگان اور معتقدین اور تمام متوسلین کے لئے دعائے صبر و تسکین کی اور اظہار تعزیت کیا۔ نیز مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولانا عبدالحفیظ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی گئی۔

ناظم نشر و اشاعت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

دارالعلوم حقانیہ کا عظیم الشان جلسہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا عظیم تبلیغی جلسہ انشاء اللہ العزیز عنقریب اپنی روایتی آب و تاب سے منعقد ہو گا۔ اس عظیم اجلاس میں جو تین سال کے وقفہ کے بعد ہو رہا ہے۔ دارالعلوم کے ڈیڑھ سو سے زیادہ طلبہ کی دستار بندی ہو گی جو گذشتہ تین سال سے فارغ ہوئے۔ اس عظیم اجلاس میں ملک کے ممتاز علماء و اکابر کے علاوہ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی شمولیت فرمائیں گے۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ نے پاسپورٹ اور ویزا کے حصول کے لئے کوشش شروع کی ہے۔ اور ان کی اطلاع آنے پر قطعی تاریخوں اور تفصیلات کا اعلان کر دیا جائے گا۔

ایک لڑکا مسمی مقبول حسین عمر ۸ سال رنگ کالا قد دو فٹ ۳ انچ جس کے باپ کا نام فقیر علی ہے لاہور شہر میں کہیں گم ہو گیا ہے، اگر کسی صاحب کو اس کے بارے میں علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد حنیف متعلم مدرسہ جامعہ اشرفیہ

نئی انارکلی نیلا گنبد لاہور

بچوں کا صفحہ

نقوشِ پا

نصر اللہ خاں

(۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے انتقال سے قبل مسلمہ نے عرض کیا۔

"امیرالمومنین آپ نے اپنی اولاد کو مال و دولت سے محروم رکھا اور اب ان کو اس حال میں چھوڑ رہے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں، کیا اچھا ہو کہ آپ مجھے یا خاندان کے کسی اور شخص کو وصیت فرما دیں کہ ہم آپ کے بچوں کا خیال رکھیں۔"

"مجھے ٹیک لگا کر بٹھاؤ" عمر بن عبدالعزیز نے نحیف و کمزور آواز میں فرمایا۔

جب ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا تو فرمایا:-

"مسلمہ! تم نے کہا کہ میں نے اپنی اولاد کو مال سے محروم رکھا خدا کی قسم میں نے اس کا کوئی حق تلف نہیں کیا۔ البتہ جس مال میں اس کا حق نہیں تھا، وہ اس کو نہیں دیا۔ پھر تم نے کہا کہ میں نہیں یا خاندان کے کسی شخص کو وصیت کر جاؤں۔ تو سنو! اس معاملہ میں میرا ولی و کارساز خدا ہے جو نیک لوگوں کا ولی ہوتا ہے، میرے لڑکے اگر خدا سے ڈریں گے تو خاندان کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔ اور اگر وہ گناہ میں مبتلا ہوں گے تو میں ان کو گناہ کرنے کے لئے قوی نہ بناؤں گا۔"

(۲)

سلاطین اور ارباب حکومت اپنی حفاظت کے لئے سینکڑوں سپاہی پہرے پر متعین رکھتے ہیں۔ بنی امیہ کے خلفاء کا بھی یہی شعار تھا، مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز سریر آرائے خلافت ہوئے تو جہاں شان و شوکت کے دوسرے اسباب کو ختم کیا وہاں اس فضول اہتمام کو بھی اڑا دیا اور کہا "میرا محافظ خدا ہے۔"

ایک مرتبہ بعض ہوا خواہوں نے عرض کیا۔

"گزشتہ خلفاء کی طرح آپ بھی دیکھ بھال کر کھانا کھایا کریں اور نماز کے وقت حملے سے بچاؤ کا انتظام فرمایا کریں۔"

"جن خلفاء کا تم تذکرہ کر رہے ہو اب وہ کہاں ہیں؟" خلیفہ راشد نے پوچھا۔

"وہ سب فوت ہو گئے۔" لوگوں نے جواب دیا۔

"اگر وہ حفاظت کے تمام سازوسامان کے باوجود موت سے نہ بچ سکے تو اس کا حاصل کیا؟" حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا۔

اس کے بعد اپنے خدا سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔

"خدایا اگر میں تیرے علم میں روز قیامت کے علاوہ اور کسی دن سے ڈروں تو میرے خوف کو اطمینان سے نہ بدلنا۔"

(۳)

عامر بن عبداللہ ایک زاہد خلوت نشین تھے۔ مگر شوق جہاد سے معمور، عہد فاروقیؓ میں اکثر گوشہ عبادت سے نکل کر میدان جہاد میں چلے جاتے تھے۔ جب وہ خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے جاتے اور رستے میں جھاڑیاں ملتیں تو وہ بے تکلف ان میں گھس جاتے۔ ان کے ساتھی کہتے حضرت احتیاط کیجئے، ایسا نہ ہو کوئی شیر سی جھاڑی میں موجود ہو اور وہ حملہ کر دے۔

عامر جواب دیتے:- "مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کے خوف سے دل کو آلودہ کروں۔"

(۴)

ہجرت حبش کا زمانہ تھا۔ مظلوم مسلمان مشرکین کے ظلم سے تنگ آ کر حبشہ کی جانب امن کا رخ کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ذاتی وجاہت کے باوجود مامون نہیں تھے۔ ان کی تبلیغ سے حضرت طلحہؓ بن عبداللہ مسلمان ہو گئے تھے اور اس کی بنا پر طلحہؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر مارا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کر جانے کی اجازت لی اور عازم حبش ہو گئے۔ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو رئیس قارہ ابن الدغنہ نے پوچھا۔

"کہاں کا قصد ہے؟"

"میری قوم نے مجھ کو جلاوطن کر دیا مجبور ہو کر کسی دوسری سرزمین میں جا رہا ہوں کہ آزادی سے اپنے پروردگار کی عبادت کر سکوں" حضرت ابوبکرؓ نے ابن الدغنہ کو بتلایا۔

"یہ تو بڑی شرم کا مقام ہے کہ تم جیسا آدمی جلاوطن کیا جائے تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو، مہمان نوازی تمہارا شعار ہے۔ قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو اور مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو" ابن الدغنہ نے کہا۔

"یہ صحیح ہے لیکن اپنے وطن میں رہ کر اگر خدا کی عبادت نہ کر سکوں تو اپنے وطن میں رہنے کا کیا فائدہ؟" حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔

"تم میرے ساتھ چلو میں تم کو اپنی امان میں لیتا ہوں" ابن الدغنہ نے عالی حوصلگی سے کہا۔

حضرت ابوبکرؓ واپس آئے۔ ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ "ابوبکرؓ میری امان میں ہیں تم ایسے بھلے آدمی کو جلاوطن ہونے پر مجبور کرتے ہو جو محتاجوں کی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء
۲۰
فون نمبر ۶۷۵۴۵
رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷
Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور
منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۱۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
الائیٹ پین اور انک
Elite
بلند معیار ہی کے سبب مقبول عام ہیں
قرآن عزیز
تجلیہ جدیدہ
رنگین
دیدہ زیب
عکسی طباعت سے مزین
مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد
چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔
ہدیہ
مجلد قسم اول آفسٹ پیپر
مجلد قسم دوم کرنافلی سفید کاغذ ۱۲/- روپے
مجلد قسم سوم کیمیکل گلیز کاغذ ۸/- روپے
محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے
لکھیں۔
دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
ٹیلیفون
صادق
صادق انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور
سچی ہٹی رجسٹرڈ
ایک بول پورا تول
طیبات ملفوظات
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔
ہدیہ رعایتی - ۲/ روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل تین روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہو گی۔
ملنے کا پتہ: دفتر انجمن خدام الدین لاہور نمبر ۹
مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشرز چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا